تعلیم القرآن (٤)

قرآنی
خطباتِ جمعہ وعیدین

مع اردو تقاریر

تقریظ

حضرت الحاج مولانا عبداللطیف صاحب مدظلہ لال کنواں لال مسجد دہلی

خلیفۂ اجل حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ صاحب قدس سرہ

حسب ایماء

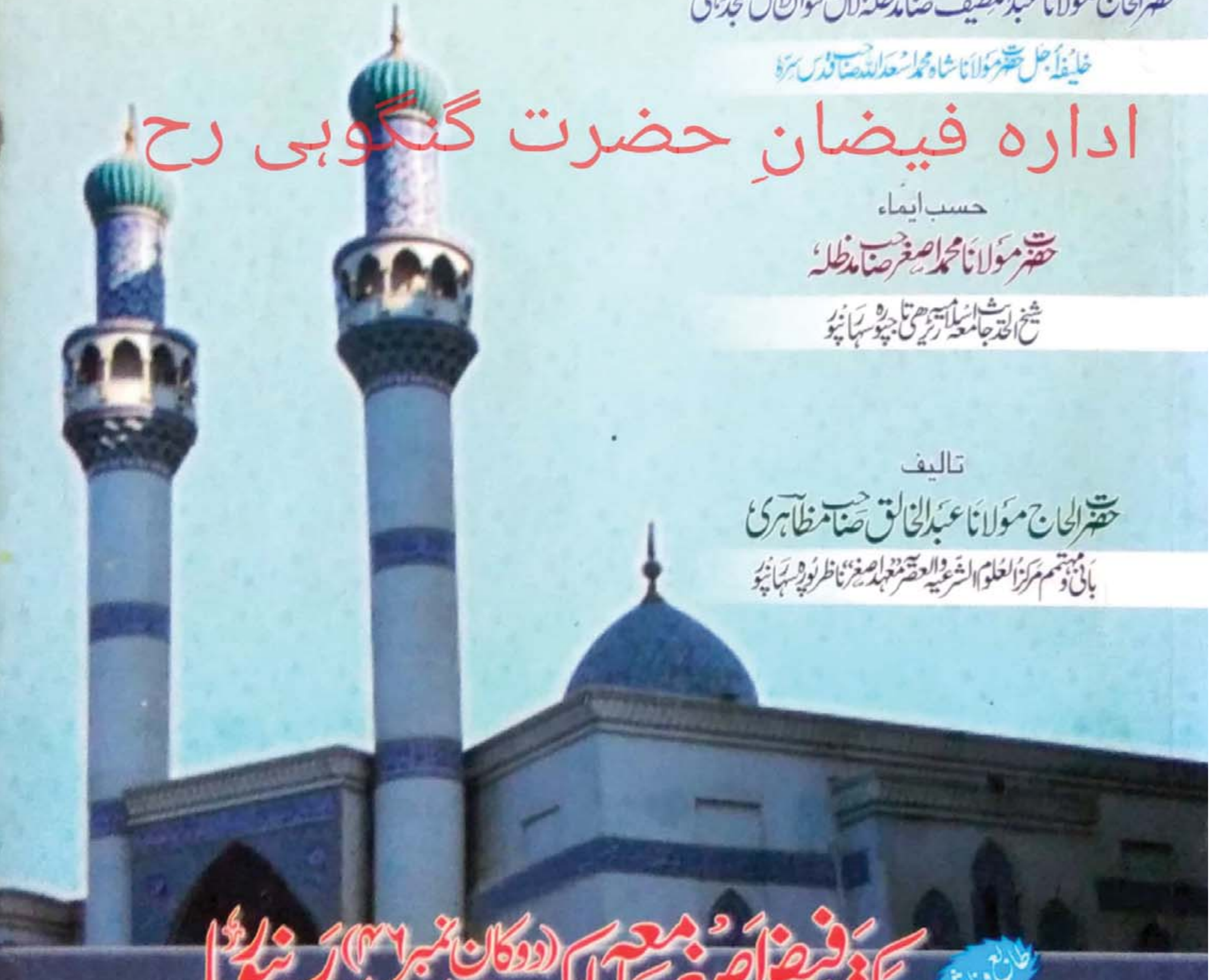
حضرت مولانا محمد اصغر صاحب مدظلہ

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ سہارنپور

تالیف

حضرت الحاج مولانا عبدالخالق صاحب مظاہری

بانی و مہتمم مرکز العلوم الشرعیہ والعصریہ معہد اصغر ناظرپورہ سہارنپور



طابع وناشر

مکتبہ فیض اصغر معہ (دوکان نمبر ۲۶) جامع مارکیٹ سہارنپور

(فون 9358370600)

باسمہ تعالیٰ

نام کتاب .... سلسلۂ تعلیم القرآن ۔۴ (خطبات جمعہ وعیدین)

حسب ایماء .... حضرت الحاج مولانا محمد اصغر صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ

تالیف .... حضرت الحاج مولانا عبدالخالق صاحب مظاہری
بانی ومہتمم ''معہد اصغر'' ناظر پورہ سہارنپور

کمپوزنگ .... محمد عارف مظاہری، فون 9837327419

باہتمام .... مولانا عبدالہادی مظاہری

9358370600, 9319818111

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ امدادالغرباء سہارنپور ☆ مکتبہ رشیدیہ سہارنپور
☆ مکتبہ الشیخ سہارنپور ☆ مکتبہ یادگارِ شیخ سہارنپور
☆ مکتبہ علمیہ سہارنپور

دیوبند کے سبھی معیاری کتب خانوں پر دستیاب ہے

فہرست عناوین

☆☆☆

انتساب

☆ مشفق والدین اور ان اساتذہ کے نام جن کی آغوشِ تربیت
و توجہات کے طفیل یہ کتاب وجود پذیر ہوئی

تھدیہ

ملت کے ان افراد کیلئے جو قرآن کریم سے اپنا تعلق چاہتے ہیں۔

اُن افراد کیلئے جو آیاتِ قرآنیہ سے خطبہ دینا چاہتے ہیں۔

اُن طلبہ کیلئے جو عبادات و اعتقادات کا ماخذ قرآن میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

اُن افراد کیلئے جو حفظ اور صحیح خطبات دینا چاہتے ہیں۔

اُن افراد کیلئے جو خطبہ کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

تقــریظ

عارف باللہ حضرت الحاج الشاہ مولانا **عبداللطیف** صاحب مدظلہ

خلیفہ اجل حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ قدس سرہٗ ناظم اعلیٰ مظاہر علوم وقف سہارنپور

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ! امابعد !

قرآن کریم کے ساتھ شغف اور تعلق خواہ کسی بھی حیثیت سے ہو ممدوح ہے ماشاء اللہ عزیز محترم مولانا **عبدالخالق** صاحب مظاہری بانی و مہتمم ''معہد اصغر'' کو اللہ جل شانہ نے اس مبارک خدمت کیلئے منتخب فرمایا ہے۔

موصوف نے تعلیم القرآن کے نام سے مفید عناوین پر کئی کتابیں تالیف فرمائی ہیں، ''قرآنی خطبات جمعہ وعیدین'' کے نام سے یہ چوتھا حصہ پیش کرنے کی سعادت ان کو حاصل ہوئی ہے۔

موصوف کی سابقہ تالیفات پر فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا مقدمہ اور دعائیہ کلمات وتائید وتقریظ ثبت ہے جو ان کی تالیفات کی قبولیت کی ضمانت ہے، ان شاء اللہ یہ تالیف بھی قبولیت تامہ وعامہ حاصل کرے گی، موصوف ایک صالح عالم دین ہیں تزکیۂ نفس سے مزین ہیں اور حدیث وقرآن کی اہم خدمات میں مصروف ہیں۔ اللہ رب العزت مزید ترقیات سے نوازے اور اپنے اکابر کا سچا جانشین بنائے آمین۔

عبداللطیف مظاہری اسعدی

۲۰ رشعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

دعائیہ کلمات

ذوالمجد والکرم والد محترم حضرت الحاج مولانا **محمد اصغر** صاحب دام ظلہٗ
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین ! امابعد !

عزیزی لخت جگر مولوی حافظ عبدالخالق سلمہ (اطال اللہ عمرہ) جو مظاہر علوم وقف میں حدیث وتفسیر کے استاد رہے ہیں ان کی محنت وکوشش سے بحمد اللہ اس سے قبل آٹھ کتابیں قرآن وحدیث، فقہ ووعظ کے موضوع پر قبولیت تامہ وعامہ حاصل کرچکی ہیں اب یہ "قرآنی خطبات جمعہ وعیدین" کے موضوع پر نویں کتاب ہے فالحمد للہ علی ذالک۔

علوم دینیہ وقرآنیہ کی نشر واشاعت صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب اضعافاً مضاعفہ ہوتا ہے، فدوی کیلئے باعث مسرت ہے چونکہ خود ولد صالح اور اس کے صالح اعمال میں ماں باپ کا برابر حصہ ہوتا ہے، فدوی دل سے دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت اس کتاب کو بھی قبولیت تامہ وعامہ عطا فرمائے اور مزید اخلاص کے ساتھ تعلیم القرآن کے اس سلسلۃ الذہب کی تکمیل کے مواقع فراہم فرمائے اور صحت وسلامتی اور صلاح وفلاح سے نوازے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

محمد اصغر غفرلہ

(شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ)

۲۸ رشوال المکرم ۱۴۲۷ھ

باسمہ تعالیٰ سبحانہ

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّابَعْدُ.

پیش نظر کتاب ''قرآنی خطبات جمعہ وعیدین'' سلسلہ تعلیم القرآن کی چوتھی قسط ہے، اس سے قبل قرآنی اوامر قرآنی نواہی، منکرین اسلام کی کہانی قرآن کی زبانی بحمد اللہ تین قسط شائع ہو چکی ہیں اس کتاب کا نام ''قرآنی خطبات جمعہ وعیدین'' اسلئے رکھا گیا کہ اس میں قرآن کریم سے ثابت ہونے والے اعتقادی ایمانی احکام اور عباداتی مضامین کا خطبات کے طور پر ذکر ہے، قرآن کریم وہ جامع کتاب اور ہدایت نامہ ہے جس میں انسانی زندگی سے متعلق ضروری اصول مذکور ہیں اس میں جہاں اعتقادات کا بیان ہے وہیں عبادات وایمانیات سے متعلق احکام کا بھی ذکر ہے ذہن میں ایک عرصہ سے یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ ''قرآنی عبادات واحکام پر مشتمل خطبات برائے جمعات وعیدین ترتیب دئے جائیں اور ساتھ میں ان سے متعلق اردو تقاریر بھی تحریر کر دی جائیں تاکہ خطبہ جمعہ سے قبل وہ تقاریر خطباء حضرات فرما دیا کریں جس سے خطبہ کا مفہوم بھی عوام کے سامنے آجائے اور خطبہ کی افادیت معلوم ہو سکے نیز خطبہ کا صحیح تلفظ ہو سکے۔

یہ مبارک سلسلہ تعلیم القرآن درحقیقت قرآن کریم کے ساتھ شغف اور تعلق کی

معمولی سی کوشش ہے کہ افراد ملت اس سے محظوظ اور بہرہ ور ہوسکیں خدائے وحدہ' لاشریک لہ کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے بندہ کی اس دیرینہ خواہش اور آرزو کو پورا فرمایا جس میں بالخصوص فقیہ الاسلام قدس سرہٗ کی مخصوص توجہات اور دعائیں ہمیشہ بندہ کے ساتھ شامل حال رہیں اس سے پہلے سبھی تالیفات پر حضرت والا کا مقدمہ وتقریظ موجود ہے جن میں حضرت کی یہ دعا موجود ہے کہ اللہ رب العزت عزیز موصوف کو مزید قرآن وحدیث کی خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے، بندہ خیال بلکہ یقین رکھتا ہے کہ یہ کتاب حضرت والا کی مقبول دعا کا ثمرہ ہے اللہ رب العزت اس کو مفید ومقبول عام وخاص بنائے، ساتھ ہی وہ محب ہمدرد اور حضرات لائق شکر ہیں جن کی مخلصانہ کوششوں اور تعاون سے یہ کتاب وجود پذیر ہوئی اللہ رب العزت ان کو بھی اپنی شایان شان بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

عبدالخالق عفی عنہ
بانی ومہتمم
مرکزالعلوم الشرعیۃ والعصریہ
''معہد اصغر'' ناظر پورہ سہارنپور

ضروری باتیں

الحمد للّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد! پیش نظر کتاب ''قرآنی خطبات'' سلسلہ تعلیم القرآن کی چوتھی کوشش ہے۔

(۱) یہ بات بار بار محسوس ہوتی رہی ہے کہ اکثر خطباء حضرات جمعہ کے دن خطبات کی کسی کتاب میں دیکھ کر خطبہ دیتے ہیں اور عربیت سے ناواقفیت یا کم واقفیت کی وجہ سے اکثر ایسی غلطیاں کر جاتے ہیں جن سے معنی ومقصد بدل جاتا ہے اس لئے داعیہ پیدا ہوا کہ اگر آیات قرآنی سے خطبہ کا معمول بنایا جائے تو غلطی نہیں ہوگی چونکہ خطیب، عالم یا کم از کم حافظ وقاری ضرور ہوتا ہے اور قرآن کو حتی الامکان صحت کے ساتھ ہی پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس لئے قرآنی خطبات کے نام سے یہ مجموعہ پیش خدمت ہے۔ خطبہ کے اندر ضروری اُمور خدا کی حمد وثناء اور حضور پاک ﷺ پر درود اور احکام شرع وذکر الٰہی اور دعاء ہیں جن کا ان خطبات میں پورا خیال رکھا گیا ہے۔ اس تفصیل سے بخوبی علم ہوگیا ہوگا کہ اس مجموعہ کی اشاعت کا مقصد سابقہ خطبات کی عدم افادیت یا ان کا نقص ہرگز نہیں ہے بلکہ حتی الامکان غلطی سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔

(۲) اس مجموعہ میں عیدین ونکاح کے علاوہ بارہ خطبے جمع کئے گئے ہیں جو اسلام کی ضروری معلومات سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً توحید رسالت، نماز،

روزہ، زکوٰۃ، حج، تقویٰ، توبہ، فضائل اعمال صالحہ، ضرورت علم، صبر وشکر، اطاعت والدین، یہ خیال کرتے ہوئے کہ ایک خطبہ ایک ماہ کے جمعات میں پڑھا جائے تاکہ خطبہ کا مضمون ذہن میں محفوظ رہ سکے یا پھر علی الترتیب بدل بدل کر ہر جمعہ کے لئے علیحدہ خطبہ دیا جایا کرے۔

(۳) قرآنی آیات کا خلاصہ اردو زبان اور سہل انداز میں تقریر کے طرز پر لکھ دیا گیا ہے تاکہ خطیب خود بھی اس کو دیکھ لے اور سمجھ لے جس سے خطبہ دیتے وقت آیات کے مضامین کا اس کو فی الجملہ استحضار رہے اور وہ یہ جان سکے کہ میں قوم سے کیا خطاب کر رہا ہوں۔

(۴) اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر خطبہ سے متعلق تقریر زبانی طور پر یاد ہو جائے تو خطبہ سے قبل سامعین کو بطور وعظ کہہ دیا کرے یا کم از کم کتاب ہی میں دیکھ کر پڑھ دیا کرے تاکہ سامعین جان سکیں کہ آج خطیب صاحب نے کس مضمون پر مشتمل خطبہ دیا ہے۔

(۵) جمعات کے دوسرے خطبہ کے طور پر تین خطبات لکھے گئے ہیں جو عام طور پر پڑھے جاتے ہیں ان میں بھی قرآنی آیات کو بقدر امکان جمع کیا گیا ہے۔

(٦) بہتر ہوگا کہ خطبہ کو یاد کر کے زبانی خطبہ دیا جایا ئے جو کہ کوئی مشکل کام نہیں ہے، چونکہ قرآنی آیات تو پہلے سے الحمد للہ یاد ہی ہوتی ہیں اگر ان کے پڑھنے کی ترتیب کی بھی بدل جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۷) اگر یہ صورت آسان نہ ہوتو دیکھ کر ہی خطبہ دیدیا جایا کرے البتہ اس بات کا خیال رہے کہ پہلا خطبہ وعظ ونصیحت کے انداز میں دیا جائے نہ کہ تلاوت کے انداز میں البتہ دوسرا خطبہ تلاوت کی طرح سے جلدی جلدی پڑھنا چاہئے۔

(۸) اس مجموعہ قرآنی خطبات کے شروع میں خطبہ اور نماز جمعہ سے متعلق ضروری ہدایات ومسائل خطبات الاحکام مولفہ حضرت تھانوی قدس سرہٗ سے اخذ کئے گئے ہیں، ان کو بغور پڑھ لیا جائے۔

(۹) اس مجموعہ میں جمعہ کے علاوہ عیدین ونکاح کا خطبہ اور نکاح کا مختصر طریقہ بھی لکھا گیا ہے خطبہ کی کتابوں میں عیدین کے خطبے طوالت کے باعث پڑھنے اور سننے والوں کیلئے ملول کا سبب ہوتے ہیں اسلئے ان کو مختصر لکھا گیا ہے ان سے متعلق تقاریر ذرا تفصیل سے لکھی گئی ہیں تا کہ نماز سے پہلے سامعین وحاضرین عیدین سے متعلق ضروری معلومات سے واقف ہوسکیں۔

(۱۰) خطبات کو طول نہیں دیا گیا ہے چونکہ خطبہ کا مختصر ہونا اور نماز کا طویل ہونا شرعاً مطلوب ہے۔

امید ہے کہ مذکورہ امور کی رعایت خطباء حضرات کے لئے بار خاطر نہ ہوگی، یہ فدوی کی حقیر کوشش ہے گر قبول افتذ زہے عز وشرف

ان ارید الاالاصلاح ماستطعت وماتوفیقی الاباللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

خطبہ کیا ہے؟

لفظ ''خطبہ'' خاء کے پیش سے مصدر ہے اس کا اطلاق اس کلام پر ہوتا ہے جس سے کسی کے ساتھ ہم کلام ہو اور عرف شرع میں اس کلام سے عبارت ہے جو ذکر، تشہد، درود اور وعظ و نصیحت پر مشتمل ہو۔

خطبہ نمازِ جمعہ میں شرط اور فرض ہے، امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کی ادنیٰ مقدار فرض اتنے الفاظ ہیں جو تسبیح و تحمید پر مشتمل ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ'' کہ اس آیت میں مطلق ذکر فرمایا، لمبی مقدارِ کلام میں جسے خطبہ کہا جائے اور مختصر کلام میں جسے خطبہ نہ کہا جائے، کوئی فرق نہ کیا تو ثابت ہوا کہ مطلق ذکر شرط ہے لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطبہ کے نام سے جو منقول و ماثور ہے اور جسے آپؐ نے ہمیشہ پڑھا، اس کا پڑھنا واجب ہے یا سنت ہے، صحتِ جمعہ کے لئے اس کا پڑھنا شرط نہیں کہ اس کے بغیر کوئی ذکر کفایت نہ کرے۔ البتہ صاحبینؒ یہ کہتے ہیں کہ خطبہ کیلئے ذکر طویل ہونا شرط ہے جسے خطبہ کہا جائے اور عرف میں صرف سبحان اللہ اور الحمد للہ کو خطبہ نہیں کہتے ہیں (مظاہر حق جدید ۲/۲۶۰)

جمعہ کی نماز بھی بے شک فرض ہے مگر عام فرائض سے کچھ زیادہ اس میں خصوصیت ہے اور یہ خطبہ عام خطبوں سے بڑھ کر ایک نئی شان رکھتا ہے جو امتیازی شان ہے۔

علماء لکھتے ہیں کہ ظہر کے چار فرض ہیں، جمعہ کے دو ہو جاتے ہیں، دو فرضوں کے قائم مقام یہ دو خطبے ہوتے ہیں جو امام دیتا ہے، اسی لئے ان خطبوں کے آداب عام خطبات سے زئد ہیں کہ امام کو دیکھو تو تلاوت مت کرو، عبادت بھی مت کرو، عبادت یہ ہے کہ خطبہ سنو اور امام کو دیکھو، گویا بمنزلہ نماز کے ہیں، یہ دو خطبے تو چار رکعتیں ہوتی ہیں اس شان سے کہ دو رکعتیں جمعہ کی اور دو رکعتیں قائم مقام ان دو خطبوں کے، اس لئے ان خطبوں کے آداب زیادہ رکھے گئے ہیں (فضائل جمعۃ المبارک ص ۱۶)

شرائط جمعہ

واضح ہو کہ جمعہ کے دونوں خطبوں کے لئے چند شرائط ہیں:۔

(۱) ایک تو یہ کہ خطبات نماز سے پہلے ہوں، لہٰذا اگر نماز کے بعد ہوئے تو ان کو خطبہ نہ قرار دیا جائے گا۔

(۲) دوسرے خطبہ کی نیت۔ چنانچہ حنفیہؒ اور حنابلہؒ کے نزدیک اگر خطبہ کی نیت کے بغیر خطبہ پڑھا گیا تو اس نماز کو شمار نہ کیا جائے گا۔

(۳) تیسرے یہ کہ خطبے عربی زبان میں ہوں۔

(۴) چوتھے یہ کہ دونوں خطبے وقت کے اندر ہوں، اگر خطبے پہلے پڑھ لئے گئے اور نماز وقت کے آنے پر ہوئی تو بالاتفاق نماز درست نہ ہوگی۔

(۵) پانچویں یہ کہ خطبہ کو خطیب اونچی آواز سے پڑھے تاکہ حاضرین سن سکیں۔ حنفیہؒ کے نزدیک خطبہ کا اونچی آواز سے ہونا شرط ہے تاکہ حاضریں

اس کو سن سکیں بشرطیکہ سننے سے مانع کوئی امر نہ ہو۔بس اگر کوئی امر مانع موجود ہو، مثلاً بہرہ پن یا خطیب سے بہت فاصلہ پر ہونا وغیرہ تو یہ شرط نہیں ہے کہ وہ لوگ خطبہ کو سنیں، کیونکہ حنفیہ کے نزدیک صحت خطبہ کیلئے صرف لا الہ اللہ یا الحمد للہ یا سبحان اللہ کہہ دینا کافی ہے اگر یہ الفاظ اونچی آواز سے کہہ دیئے گئے تو خطبہ ہو گیا، گو اس کو کسی نے نہ سنا ہو،لیکن ان ہی الفاظ پر اکتفا کرنا مکروہ ہے اور بہر حال خطبہ سننے کے لئے کم از کم ایسے ایک شخص کا موجود ہونا ضروری ہے جس سے جمعہ ہوسکتا ہے یعنی وہ شخص مرد اور بالغ وعاقل ہو۔گو سفر یا مرض کے باعث معذور ہو۔

(کتاب الفقہ ص ۶۲۴ ج ا وص ۶۲۶ ج ا)

خطبہ کا رکن

حنفیہؒ کے نزدیک خطبہ میں صرف ایک رکن ہے، یعنی ذکر الٰہی مطلقاً کم ہو یا زیادہ لہٰذا خطبہ کا فرض ادا ہونے کے لئے صرف ایک بار تحمید (الحمد للہ کہنا) یا تسبیح (سبحان اللہ کہنا) یا تہلیل یعنی لا الہ اللہ کہنا کافی ہے۔البتہ اسی پر اکتفاء کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔حنفیہؒ کے نزدیک صرف ایک خطبہ شرط ہے اور دوسرا خطبہ سنت ہے (کتاب الفقہ ص ۶۲۳ جلد اول)۔

خطبہ جمعہ میں دو فرض ہیں۔(۱) وقت جمعہ (۲) مطلق ذکر اللہ

(جواہر الفقہ ص ۳۵ ج ا)۔

خطبہ کے صحیح ہونے کی شرط

حنفیہؒ کے نزدیک خطبہ کے صحیح ہونے کے چھ شرائط ہیں۔

(۱) خطبہ نماز سے پہلے ہو۔

(۲) خطبہ ہی کی نیت سے خطبہ پڑھا جائے۔

(۳) وقت کے اندر ہو۔

(۴) کم سے کم ایک شخص اس کو سننے والا موجود ہو۔

(۵) یہ شخص ان میں سے ہو جن کے ساتھ نماز جمعہ ہو سکتی ہو۔

(۶) خطبہ اور نماز کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔

(کتاب الفقہ ص ۶۲۸ جلد اول)

خطبہ کی سنتیں

خطبہ میں پندرہ سنتیں ہیں

(۱) طہارت، اس لئے کہ بے وضو اور ناپاک کا خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔

(۲) کھڑے ہونا اگر بیٹھ کر یا لیٹ کر خطبہ پڑھا تب بھی جائز ہے۔

(۳) قوم کی طرف متوجہ ہونا۔

(۴) خطبہ سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ پڑھنا۔

(۵) لوگوں کو خطبہ سنانا اگر لوگوں کو خطبہ نہ سنایا تب بھی جائز ہے (یعنی آہستہ پڑھا)

(۶) الحمد سے شروع کرنا۔

(۷) اللہ کی ایسی تعریف کرنا جو اس کے لائق ہو۔

(۸) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنا۔

(۹) نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا۔

(۱۰) وعظ و نصیحت کا ذکر کرنا۔

(۱۱) قرآن شریف پڑھنا (اس کا چھوڑنا برا ہے، خطبہ میں پڑھنے کی مقدار چھوٹی تین آیتیں یا بڑی ایک آیت ہے۔)

(۱۲) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی کریم ﷺ پر دوسرے خطبہ میں درود پڑھنا۔

(۱۳) مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعاء کی زیادتی کرنا۔

(۱۴) خطبہ میں تخفیف کرنا یعنی طوالِ مفصل میں سے کسی سورۃ کے برابر رہے اس سے زیادہ خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱۵) دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا، دونوں خطبوں میں بیٹھنے کی مقدار شمس الائمہ سرخسیؒ نے دونوں خطبوں میں بیٹھنے کی مقدار یہ بیان کی ہے کہ خطیب اپنے بیٹھنے کی جگہ پر اطمینان سے بیٹھ جائے اور اس کے سب اعضاء اپنی اپنی جگہ ٹھہر جائیں اس سے زیادہ نہ بیٹھے اور کھڑا ہو جائے۔

(عالمگیری کتاب الصلوۃ ص ۶۸/ جلد ۳)۔

خطبہ کے مستحبات

بلند آواز، دوسرے خطبہ میں پہلے خطبہ سے کم جہر کرنا، خطبۂ ثانیہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ سے شروع کرنا، منبر پر خطبہ دینا، دوسرے خطبہ میں نبی کریم ﷺ کے آل و اصحاب، ازواج مطہرات، خصوصاً

خلفاء راشدین اور حضرت حمزہ وعباس رضی اللہ عنہم کیلئے دعا کرنا، خطبہ میں بادشاہِ اسلام کیلئے دعا کرنا جائز ہے لیکن اس کی غلط تعریف یا اس میں مبالغہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی معارف السنن، معارف مدنیہ ۸۷/جلد ۹)

خطبہ میں ہاتھ چلانا

خطبہ میں ہاتھ اٹھانا یا چلانا (جیسا کہ آج کل مقررین کا طریقہ ہے) مکروہ ہے، نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے اگر آپ کبھی اشارہ فرماتے تو شہادت کی انگلی سے فرماتے (معارف مدنیہ ۳/۵۴)۔

خطبہ کے وقت بیٹھنے کا طریقہ

سوال:۔خطبہ کے وقت یا دوسری نماز کے وقت گھٹنے پر پاؤں رکھ کر بیٹھنا جیسے کہ امراء بیٹھتے ہیں شرعاً کیسا ہے؟

جواب:۔اس طرح کی نشست میں تکبر اور گھمنڈ نہ ہو محض ضرورۃً ہو تو جائز ہے مگر اس کی عادت بنانا بالخصوص مسجد میں اور وہ بھی خطبہ کے وقت اس کی عادت مناسب نہیں، مسجد میں عاجزی اور خشوع کے ساتھ بیٹھنا چاہیے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ۱/۲۵۴)

خطبے کے وقت چہرے کا رخ

خطبہ کے وقت نمازیوں کو امام کی طرف چہرہ کا رخ کرنا مستحب ہے بشرطیکہ استقبالِ قبلہ باقی رہے، ورنہ قبلہ کی طرف رخ کرنا چاہئے کیونکہ قبلہ

کی طرف پشت کرنے کی صورت میں صفیں سیدھی کرنا دشوار ہو جائیں گی نیز حلقہ پیدا کرنے کا اندیشہ ہے جس کی ممانعت ہے، امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ خطبہ کے وقت اپنے چہرہ کا رخ امام کی طرف کرلیا کرتے تھے۔

(معارف مدنیہ ص ۸۸/۸)۔

خطبہ کے مسائل

خطبہ میں چند امور سنت ہیں: بعض کا تعلق خطیب سے ہے اور بعض امور کا تعلق خطبہ سے ہے، خطیب کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ حدثِ اصغر (بے وضو) وحدثِ اکبر (جنابت) سے پاک ہو، دونوں سے پاک ہو، ایسا نہ ہوا تو گو خطبہ ہو جائے گا لیکن مکروہ ہوگا اگر حالتِ جنابت (غسل ضروری ہونے) میں خطبہ دیا تو مستحب یہ ہے کہ دوبارہ خطبہ پڑھا جائے اور یہ کہ خطیب خطبہ شروع کرنے سے پہلے منبر پر بیٹھ جائے اور خطبہ کھڑے ہو کر دیا جائے بیٹھ کر یا لیٹ کر خطبہ دینا مکروہ ہے۔

اور سنت یہ ہے کہ خطبوں کے دوران امام کا رخ حاضرین کی جانب رہے، دائیں بائیں متوجہ نہ ہو، دو خطبے پڑھے جائیں، دونوں میں سے ایک سنت ہے اور دوسرا جمعہ کیلئے صحیح ہونے کی شرط ہے اور یہ کہ دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر کیلئے بیٹھ جائے کہ جس میں تین آیتیں پڑھی جا سکیں (یعنی اپنے بیٹھنے کی جگہ پر اطمینان سے بیٹھ جائے اور اس کے سب اعضاء اپنی اپنی جگہ ٹھہر جائیں) نہ بیٹھنا ناپسندیدہ عمل ہے۔

پہلا خطبہ شروع کرنے سے پہلے دل میں اعوذ باللہ اخیر تک کہہ کر اونچی آواز سے پڑھنا شروع کیا جائے اور خطبہ میں اللہ کی حمد وثنا جو اس کی شان کے شایاں ہے کلمات شہادت، آں حضرت ﷺ پر درود وسلام، اور گناہوں کی مذمت پر مشتمل وعظ، اللہ تعالی کے غضب اور اس کے عذاب سے بچنے اور اس سے ڈرنے کی تلقین ہو اور اپنے اعمال کا بیان ہو نجات دنیوی واخروی کے باعث ہیں، نیز قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھی جائے۔

دوسرا خطبہ حمد وثنائے الٰہی اور رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام سے شروع کیا جائے، اس میں ایمان دار عورتوں (آل واصحاب وازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم اجمعین) کیلئے دعائے مغفرت مانگی جائے نیز بادشاہ (مؤمن) کے حق میں فتح مندی، تائید الٰہی اور توفیق عمل وغیرہ کی دعا مانگنا مستحب ہے جس میں اس کی رعایا کی بھی بھلائی ہو کیونکہ حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں حضرت عمر کے لئے دعاء کیا کرتے تھے اور اس پر اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ (کتاب الفقہ ص ۶۳۲ جلد اول)

دوسرے خطبہ میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا، خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا، خطبہ منبر پر پڑھنا، اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا، ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانے میں عادت ہے منقول نہیں، دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا کسی

اورزبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اورزبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض عوام کا دستور ہے سنت مؤکدہ کے خلاف ہے، خطبہ سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا (علم الفقہ ص۔۱۴۸ جلد۲)

مسئلہ : سنت یہ ہے کہ خطبہ بلند آواز سے پڑھا جائے تا کہ سب لوگ سنیں ،آہستہ پڑھنا مکروہ ہے(بحر، عالمگیری)

مسئلہ : سنت ہے کہ خطبہ مختصر پڑھا جائے ،زیادہ طویل نہ ہو اور اس کی حد یہ ہے کہ طوالِ مفصل کی سورتوں میں سے کسی سورت کے برابر ہو اس سے زیادہ طویل پڑھنا مکروہ ہے (شامی، بحر، عالمگیری ص۔۶۸ / ج۔۳ کتاب الصلوۃ)

مسئلہ : خطبہ مختصر پڑھنا جو دس چیزوں پر شامل ہو (۱) حمد سے شروع کرنا (۲) اللہ تعالیٰ کی ثناء کرنا (۳) کلمہ شہادتین پڑھنا (۴) نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا (۵) وعظ ونصیحت کے کلمات کہنا (۶) کوئی آیت قرآن مجید کی پڑھنا (۷) دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑا سا بیٹھنا (۸) تمام مسلمان مرد وعورت کے لئے دعا مانگنا (۹) دوسرے خطبہ میں دوبارہ الحمد للہ اورثناء اور درود پڑھنا (۱۰) دونوں خطبوں کو مختصر کرنا اس طرح کہ طوال مفصل کی سورتوں سے نہ بڑھے۔(جواہر الفقہ ص۔۸۶۷،جلد اول)

مسئلہ : خطبہ کی سنتوں میں سے کسی سنت کا چھوڑنا مکروہ ہے، خطبہ کی ان سنتوں میں سے جس نے کوئی سنت چھوڑی اس نے فعل مکروہ کیا۔

(کتاب الفقہ ۶۳۲ / جلد۱)

مسئلہ : جو سنتیں جمعہ کے خطبہ کے لئے ہیں ان کے خلاف کرنا مکروہ ہے مگر خطبہ ادا ہو جاتا ہے اور نماز جمعہ صحیح ہو جاتی ہے۔

(بحر، جواہر الفقہ ۳۵۰/ ج ۱)

مسئلہ : جب سب لوگ جماعت میں آجائیں یعنی وقت ہو جائے تو امام کو چاہیے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اس کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے، اذان کے فوراً بعد امام کھڑے ہو کر خطبہ شروع کرے۔

مسئلہ : خطبہ پڑھنے والے کا بالغ ہونا شرط نہیں اگر کوئی نابالغ خطبہ پڑھ دے تب بھی جائز ہے (درمختار)

مسئلہ : خطبہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا فرض ہے اگر نہ کیا جائے تو وہ خطبہ معتبر نہ ہوگا اور نمازِ جمعہ کی شرط ادا نہ ہوگی یا اگر صرف الحمدللہ یا سبحان اللہ کہہ لیا جائے مگر خطبہ کی نیت نہیں کی، خطبہ ادا نہ ہوگا (علم الفقہ ص ۴۷/ ج ۲)

مسئلہ : خطبے کا کسی کتاب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ : رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبہ میں وداع فراق رمضان کے مضامین پڑھنا اگر چہ جائز ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحابؓ سے منقول نہیں ہے، نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہے، لہٰذا اس پر ہمیشہ پابندی کرنا جس سے عوام کو اس کے سنت ہونے کا خیال پیدا ہونے لگے، نہ کرے۔ (علم الفقہ ص۔۱۴۱/ جلد ۲)

مسئلہ : خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت (تکبیر) نہ کہنا مکروہ تحریمی ہے

اوراگر درمیان میں فصل زیادہ ہوجائے تو اس کے بعد خطبہ کے اعادہ کی ضرورت ہے،ہاں کوئی دینی کام مثلاً کسی کوئی شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ رہے اوروضو کرنے جائے یا خطبہ کے بعد معلوم ہوکہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اورغسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں ہے۔

(بہشتی زیورص۔۸۴/جلد ۱۱بحوالہ شامی ص۔۳۶۶/جلد۱)

مسئله : جمعہ کا خطبہ شرط نماز ہے بغیر خطبہ کے نماز جمعہ ادانہیں ہوتی اور یہ شرط صرف ذکراللہ سے ادا ہوجاتی ہے (جواہر الفقہ ۳۶۶/جلد۱)

مسئله : چندامور میں خطبہ اورعیدین میں فرق ہے (۱) خطبہ عیدین جمعہ کی طرح نماز کیلئے شرط نہیں ...... بلکہ بغیر خطبہ بھی نماز عیدین صحیح ہوجاتی ہے (۲) عیدین کا خطبہ فرض وواجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے ،خطبہ عیدین بعد نماز عید پڑھا جائے پہلے نہیں۔ (جواہر الفقہ ص ۳۶۵/ ج۔۱)

مسئله : خطبہ سننے والوں کو قبلہ رخ ہوکر بیٹھ جانا چاہئے۔

(فتاویٰ ہندیہ ص۔۱۴۵/ ج۔۱)

مسئله : خطبہ شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ سے پڑھے،بسم اللہ نہ پڑھے اعوذ باللہ زور سے نہ پڑھے اورکسی نے بھی خطبہ سے قبل بسم اللہ پڑھنے کو نہیں لکھا ہے جس سے معلوم ہوا کہ خود بسم اللہ پڑھنا مطلوب نہیں ہے۔

(امدادالفتاویٰ ص۔۶۸۰/ ج۔۱بحوالہ بحر الرائق ص۔۱۵۹ جلددوم۔)

مسئله : سنت یہ ہے کہ (نماز جمعہ سے پہلے) خطیب اپنے گوشۂ خلوت

میں رہے امام کا لوگوں کو سلام کرنا، خطبہ سے پہلے محراب میں نماز کا ادا کرنا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر (یعنی نیک کام کا حکم اور بری بات سے روکنے) کے علاوہ کچھ اور کہنا مکروہ ہے۔ (کتاب الفقہ ص۔۶۳۲ جلد اول)

مسئلہ : بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز بھی پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے (درمختار) اگر کوئی دوسرا شخص امام بنایا جائے تو وہ ایسا شخص ہو جس نے خطبہ سنا ہو، اگر کوئی ایسا شخص امام بنادیا جائے جس نے خطبہ نہیں سنا تو نماز نہیں ہوگی اور اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنالے تب بھی جائز نہیں، ہاں اگر نمازِ جمعہ شروع کردینے کے بعد امام کو حدث (وضو کا نہ رہنا) ہوجائے اور وہ اس وقت کسی کو امام بنائے تو اس میں یہ شرط نہیں جس نے خطبہ نہیں سنا اس کا امام بنانا بھی درست ہے۔ (علم الفقہ ۱۵۳ جلد۲)

مسئلہ : خطبہ پڑھنے کے بعد اگر خطیب کا وضو ٹوٹ جائے اور کسی دوسرے شخص کو خلیفہ بنایا اگر وہ شخص خطبہ میں حاضر تھا تو جائز ہے اور اگر وہ خطبہ میں حاضر نہ تھا تو جائز نہ ہوگا اگر نماز شروع کرنے کے بعد وضو ٹوٹا تو کسی بھی شخص کو خلیفہ بنانا جائز ہے۔

مسئلہ : دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ (یعنی بیٹھنے کا) چھوڑنا برا ہے، خطبہ سے پہلے بیٹھنا سنت ہے۔

مسئلہ : خطیب کیلئے یہ شرط ہے کہ اس میں جمعہ کی امامت کی صلاحیت ہو۔

مسئلہ : خطیب کا نبی کریم ﷺ کی اقتدا کی نیت سے منبر پر خطبہ پڑھنا سنت ہے۔

مسئلہ : خطیب کا بلند آواز سے خطبہ پڑھنا مستحب ہے اور دوسرے خطبہ میں پہلے خطبہ کے لحاظ سے کم جہر کرے یعنی آواز کو زیادہ بلند نہ کرے۔

مسئلہ : دوسرا خطبہ اس طرح شروع کرنا چاہیے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ الخ خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں چچا اور خلفاء راشدین کا ذکر مستحسن ہے اسی طرح برابر معمول چلا آرہا ہے۔

(عالمگیری، کتاب الصلوۃ ص،۶۹/ ج۔۳)

مسئلہ : آدھی آستین کی قمیص پہن کر خطبہ پڑھنا یا نماز پڑھانا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ وضع مسلمان کی عبادت کی وضع نہیں ہے۔

(کفایت المفتی ص۔۶۶/ جلد۳)

مسئلہ : خطبہ جمعہ وعیدین میں خالص عربی نثر میں خطبہ پڑھنا مسنون ومتوارث ہے اس کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ تو ادا ہو جائے گا لیکن خلافِ متوارث ہونے کی وجہ سے کراہت ہوگی۔ (کفایت المفتی ۲۲۲ جلد سوم)

مسئلہ : دونوں خطبوں کے درمیان اگر دعا مانگے تو دل سے مانگے، زبان سے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اس حالت میں درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص۔۱۵۷/ جلد۵ بحوالہ ردالمحتار ص ۷۹۶/ جلد اول)۔

جمعہ پڑھنے کے بعد دوسری جگہ خطبہ دینا

سوال : ایک شخص جو کہ خود جمعہ پڑھ چکا ہو دوسری جگہ خطبہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب : اس بارے میں صریح جزئیہ نہیں ملا البتہ چونکہ صحتِ خطبہ کیلئے یہ

شرط نہیں کہ خطیب پر جمعہ فرض ہو، اس سے معلوم ہوا کہ ایسا شخص (صرف) خطبہ پڑھ سکتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۱۴۹، جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۷۷/ جلد اول)

نماز سے پہلے خطبہ

جمعہ کی ادائیگی کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ نماز سے قبل خطبہ پڑھا جائے اگر خطبہ کے بغیر نماز جمعہ پڑھ لیں یا وقت سے پہلے خطبہ پڑھ لیں تو جائز نہیں ہے، خطبہ میں کچھ چیزیں فرض ہیں اور کچھ سنت ہیں نمازِ جمعہ کے خطبہ میں فرض صرف دو چیزیں ہیں ایک ''وقت'' ہے اور وہ زوال کے بعد نماز سے پہلے ہے پس اگر زوال سے پہلے یا نماز کے بعد خطبہ پڑھا تو جائز نہ ہوگا۔ (عینی شرح کنز) اور دوسرا فرض ذکر اللہ ہے (بحرالرائق) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یا سُبْحَانَ اللّٰه پڑھنا کافی ہے اور یہ جب ہے کہ خطبہ کی نیت سے پڑھے لیکن اگر چھینک آئی اور الحمدللہ یا سبحان اللّٰه پڑھ لیا کسی چیز پر تعجب کرتے ہوئے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا تو بالاجماع خطبہ کے قائم مقام نہ ہوگا۔

مسئلہ : اگر خطیب نے تنہا خطبہ پڑھا یا (صرف) عورتوں کے سامنے پڑھا تو صحیح یہ ہے کہ جائز نہ ہوگا اگر ایک یا دو آدمیوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور تین آدمیوں کے سامنے نماز پڑھائی تو جائز ہے اگر خطیب کے خطبہ کے وقت سب لوگ سو رہے ہیں یا بہرے ہیں تب بھی جائز ہوگا۔

(عالمگیری ص ۶۸ جلد ۳ کتاب الصلوۃ)

نماز فجر پڑھے بغیر خطبہ دینا

سوال: اگر کسی نے نماز فجر پڑھے بغیر خطبہ دیا تو درست ہے یا نہیں؟

جواب: درست ہو جائے گا لیکن نمازِ جمعہ نہ پڑھائے اگر صاحبِ ترتیب ہو تو دوسرے سے نمازِ جمعہ پڑھوائے۔

(امداد الفتاویٰ ص۔۶۳۳/ جلد اول)

خطیب کو لقمہ دینا

چونکہ خطبہ میں کوئی متعین مضمون پڑھنا ضروری نہیں، اگر ایک مضمون میں خطیب رک گیا چل نہ سکا تو اور کچھ پڑھ سکتا ہے، لہٰذا لقمہ دینے کی ضرورت نہیں اور خطبہ کی حالت میں ہر قسم کا تکلم (بولنا) ناجائز ہے (احسن الفتاویٰ ص ۱۲۱ ج ۴)

خطبہ کی غلطی کا حکم

جمعہ میں خطبہ فرض ہے اور خطبہ کی غلطی ہو جانے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا ہے۔ (فتاویٰ دا العلوم ص۔۱۰۴، ج،۵، بحوالہ ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۵۷/ جلد اول)

خطبۂ جمعہ سے قبل وعظ

حامداً و مصلیا! موضوعاتِ کبیر ص۔۲۰ کی روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بار بار درخواست کرنے پر جمعہ کی نماز سے پہلے وعظ کی اجازت دیدی تھی اور وعظ فرمایا کرتے تھے اور خطیب کی آمد پر وعظ ختم کر دیا کرتے تھے۔

اگر جمعہ کی نماز کے بعد مجمع ٹھہر جایا کرے تو اس وقت وعظ کہہ دیا جائے ورنہ جمعہ سے قبل وعظ کہہ دیا جائے اور سامعین آکر شریکِ وعظ ہوتے رہیں اس صورت میں سنتوں میں بھی خلل نہیں آئے گا اور وعظ بھی ہو جایا کرے گا یا سنتیں مکان پر پڑھ کر آئیں تو زیادہ بہتر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۔۳۱۸/ ج۔۲)

خطبہ سے پہلے بیان کرنا بدون حرج کے جائز ہے مگر اس کو لازم قرار نہ دیا جائے کبھی ترک بھی کر دینا چاہیے تا کہ لوگ ضروری نہ سمجھنے لگیں، بیان مختصر ہو اور ایسے وقت ختم کر دیا جائے کہ خطبہ کی اذان سے پہلے چار سنتیں پڑھی جا سکیں پھر جمعہ کا خطبہ بھی مختصر ہونا چاہیے تا کہ لوگ اُکتا نہ جائیں اور سنت بھی یہی ہے کہ خطبہ مختصر ہو (فتاویٰ)

☆☆☆

☆☆

☆

خطبہ نمبر (۱)

توحیدِ خداوندی

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجاً. قَیِّماً لِّیُنْذِرَ بَاْساً شَدِیْداً مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْراً حَسَناً. مَّاکِثِیْنَ فِیْهِ اَبَداً. وَیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا. مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَائِهِمْ کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ. اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِباً. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً. مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ غَوٰی. اَمَّا بَعْدُ. یَااَیُّهَا النَّاسُ وَاحْذَرُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّوْحِیْدَ رَأْسُ الطَّاعَاتِ. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَا اَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشاً وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقاً لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰی وَعَجِبُوْآ اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْکَافِرُوْنَ هٰذَا سَاحِرٌ کَذَّابٌ. اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ

اِلٰهاً وَّاحِدًا. اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ. وَانْطَلَقَ الْمَلاءُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰى اٰلِهَتِكُمْ. اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ يُّرَادُ. مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ. اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ. وَقَالَ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَاباً وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ. وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئاً لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ. ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ. مَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعاً قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ، سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰى فِیْ حَقِّ الْمُشْرِكِیْنَ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا. اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ. اُولٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ. وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا. وَذَرُوْا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَائِهٖ. سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰى فِیْ ذَمِّ الْمُشْرِكِیْنَ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْتَهْوِیْ بِهِ الرِّيْحُ فِیْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ. بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِیْ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ. وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ.

۞ ۞ ۞

تقریر(۱)

بابت توحید خداوندی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَا اَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمِ۔

محترم حضرات:۔ اللہ جل شانہ نے اس دنیا میں انسان کو اپنی معرفت اور پہچان کیلئے بھیجا ہے حدیث قدسی ہے کُنْتُ کَنْزاً مَّخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ کہ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ مجھ کو پہچانا جائے تو میں نے مخلوقات یعنی کائنات کو پیدا کر دیا۔ انسان کیلئے سب سے بڑی چیز اللہ جل شانہ کی معرفت اور اس کی عبادت ہے ایک قرآنی آیت میں ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ کہ انسان اور جنات کو میں نے صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا قرآن کریم دلائل توحید سے بھرا ہوا ہے۔ جگہ جگہ پر اللہ جل شانہ کے کمالات اور اس کی قدرت وتصرفات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا گیا کہ اے لوگو اس ایک خدا کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو بستر اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسایا جس نے تمہارے لئے پھل بطور رزق پیدا کئے۔ لہٰذا تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک

قرار نہ دو جب کہ تم کو ان چیزوں کا علم ہے۔

محترم حضرات! جس وقت اللہ جل شانہٗ نے حضرت محمد ﷺ کو دنیائے انسانیت کی طرف مبعوث بنا کر اہل مکہ کے پاس بھیجا اور آپ نے ان کو توحید کی دعوت دی اس وقت اہل مکہ کی حالت نہایت ابتر تھی انہوں نے خدا کے گھر میں تین سو ساٹھ بت رکھ رکھے تھے جن کی وہ پوجا کیا کرتے تھے۔

بقول مولانا حالی مرحوم

قبیلہ قبیلہ کا ہر بت جدا تھا
کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عُزّیٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا
اسی طرح گھر گھر نیا ایک خدا تھا

جب حضور ﷺ نے ان کے لئے ایک خدا کی بات کہی تو سب تعجب میں پڑ گئے اور کہنے لگے کہ یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے کیا اتنے معبودوں کو محمد ﷺ نے ایک معبود میں منحصر کر دیا اور وہ اس میں عزم مصمم کرنے لگے اور قسمیں کھانے لگے کہ چلو اپنے معبودوں کی عبادت پر جم جاؤ۔ ہم نے تو آج تک کسی مذہب میں یہ بات نہیں سنی کہ مسلمانوں کا معبود صرف ایک ہے۔ یہ تو محمد ﷺ کی گھڑی ہوئی بات ہے العیاذ باللہ، مگر توحید ایک ایسی سچائی تھی کہ مشرکین عرب بھی کچھ ہی عرصہ کے بعد اس کے ماننے پر مجبور ہو گئے۔

۸ھ میں مکہ فتح ہوا اور تمام اہل مکہ نے ایک خدا کی گواہی دی اور مشرکین مکہ نے ان بتوں کے پجاریوں نے بیت اللہ میں رکھے ہوئے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر پھینک دیا ان کی اس حقیقت پسندی کا صلہ ان کو جناب رسول اللہ ﷺ کی زبان رسالت سے ملا۔ اَلْاِسْلَامُ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ۔ کہ تم نے اسلام لانے سے پہلے جو خدا کو ناخوش کرنے والی حرکتیں کی تھیں انسانیت پر جو مظالم ڈھائے تھے۔کلمہ حق کی گواہی نے تمہارے وہ تمام گناہ مٹا ڈالے۔

محترم حضرات:۔ یہ ہے توحید جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جب بندہ توحید کا قائل ہو جاتا ہے تو صرف اور صرف اسی ایک خدا کی عبادت بجالاتا ہے۔ اوراپنے اس پیدا کرنے والے پالن ہار کے سامنے سربسجود ہو جاتا ہے۔ جس کو کسی شاعر نے کہا ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفاء میرے لئے ہے

توحید کو سمجھانے کے لئے یہ ضروری تھا کہ جھوٹے خداؤں کے چہرے سے نقاب اٹھایا جائے اس لئے فرمایا کہ اے مشرکین تم اللہ کے علاوہ جن خداؤں کی پوجا کرتے ہو ان میں یہ بھی طاقت اور سکت نہیں ہے کہ وہ مکھی جیسی حقیر چیز کو پیدا کرسکیں چاہے وہ سب مل کر بھی اس بات کی کوشش کریں

اور مکھی کو پیدا کرنا تو درکناران میں تو یہ بھی طاقت نہیں ہے تم جو اپنے معبودوں کے سامنے حلوایا مالیدہ لیجا کر رکھتے ہوتا کہ وہ تمہاری اس حرکت سے خوش ہوں اور تمہیں کچھ نقصان نہ پہونچائیں۔ اگر مکھی ان کے سامنے رکھی ہوئی چیز میں سے کچھ اٹھا کر لے جائے تو اس سے چھین نہیں سکتے، بھلا جب وہ خود اپنے اوپر سے نقصان کو دفع نہیں کر سکتے تو تمہارے اوپر سے کیا نقصان دفع کر سکتے ہیں یا جب وہ خود اپنا فائدہ نہیں کر سکتے تو تمہارا کیا فائدہ کریں گے عابد اور معبود دونوں ہی کمزور نکلے، اس کی مثال تو یہ ہوئی ''اندھی دیوی اوت پجاری'' ان بیچاروں نے تو یہ ہی نہیں پہچانا کہ خدا کیسا ہونا چاہیے اور کن صفات کا مالک ہونا چاہیے، خدا تو وہ ہے جس کی مٹھی میں قیامت کے دن پوری زمین ہوگی اور آسمان سب اس کے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے کہ مشرکین جن چیزوں کو اس کی خدائی میں شریک کرتے ہیں وہ ان سے پاک اور برتر ہے اسی طرح یہ بھی ضروری تھا کہ مشرکین کے شرک کی وجہ بھی ذکر کی جائے چنانچہ فرمایا گیا کہ مشرکین ان قوتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے جو اللہ نے اپنی پہچان کے لئے ان کے اندر رکھی ہیں چنانچہ فرمایا گیا کہ وہ اپنے قلوب سے سمجھتے نہیں ہیں، اپنی آنکھوں سے کائنات عالم کو دیکھتے نہیں اس میں غور نہیں کرتے اور اپنے کانوں سے حق بات کو سنتے نہیں ان کی

مثال تو جانوروں کی سی ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جانور بھی اپنے مالک کا شکر گذار ہوتا ہے یہ ان سے بھی بدتر ہیں، واقعہ یہ ہے کہ شرک انسانیت پر سب سے بڑا ظلم اور انسانیت کے ساتھ کھلواڑ ہے اس لئے دوسرے گناہوں کی تو بخشش کی اللہ کے رحم وکرم سے امید کی جاسکتی ہے مگر شرک کے متعلق صاف اعلان کردیا گیا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَشَاءُ یہی عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ جیسا گناہ ایسی ہی سزا اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس عظیم جرم سے ہماری حفاظت فرمائی۔ دعاء کیجئے کہ اللہ رب العزت ہم کو ایمان پر استقامت عطا فرمائے اور ایمانی تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

خطبہ نمبر(۲)

اطاعت رسول

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّہِمْ یَعْدِلُوْنَ. ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰی اَجَلاً وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ. وَھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَھْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا. صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا. اَمَّا بَعْدُ! اَیُّھَا النَّاسُ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَلَا تَعْصُوْھُمَا قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَا آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَقَالَ تَعَالٰی وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ. وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقًا. وَقَالَ تَعَالٰی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا. وَقَالَ

تَعالىٰ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطاعَ اللّٰهَ وَمَنْ توَلّٰى فَمَا اَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظاً. وَقَالَ تَعَالىٰ فَلاَ وَرَبِّكَ لاَيُوْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً. وَقَالَ تَعَالىٰ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَقَالَ تَعَالىٰ وَمَاكَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلاَ مُوْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ. وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً مُّبِيْنًا وَقَالَ تَعَالىٰ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلاَلٍ مُّبِيْنٍ. وَقَالَ تَعَالىٰ هُوَالَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ وَقَالَ تَعَالىٰ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلاَّ كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْراً وَّنَذِيْراً وَقَالَ تَعَالىٰ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَقَالَ تَعَالىٰ يٰس وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَاوَلَكُمْ فِى الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. اِنَّهٗ تَعَالىٰ جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ.

☆☆☆

تقریر (۲)

بابت اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. امّابعد. فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مَا آتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَانَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ.

محترم حضرات! آپ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ ایمان دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اللہ جل شانہ کی وحدانیت کا اقرار اور جناب رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت جیسا کہ ہر مسلمان کلمہ میں پڑھتا ہے لا الہ الا اللہ کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمد الرسول اللہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں گویا رسول خدا اور بندوں کے درمیان ایک واسطہ اور ایک قاصد اور پیغامبر ہوتا ہے چونکہ تمام انسانوں کے قلوب اور عقل اللہ رب العزت کے کلام اور احکام کا تحمل نہیں کر سکتے اس لئے اللہ جل شانہ نے اپنے پیغامات اور بندوں تک اپنی بات پہونچانے کیلئے رسولوں کا انتخاب فرمایا ہے ارشاد باری ہے۔ اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلاَئِکَۃِ رُسُلاً وَّمِنَ النَّاسِ۔ چنانچہ پیغمبروں تک اپنی بات پہونچانے کیلئے حضرت جبرئیل امینؑ کو واسطہ بنایا جاتا ہے۔ پیغمبر میں یہ قوت ودیعت رکھی جاتی ہے کہ وہ فرشتہ کی بات کو جان لیتا ہے اور پھر قوم تک اس حکم کو پہونچاتا ہے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا گیا کہ رسول تم سے

جس چیز کے کرنے کا مطالبہ کریں اس کو کرو اور جس بات سے روکیں اس سے باز آجاؤ۔ رسول پاک ﷺ کی اطاعت کو اللہ رب العزت نے اپنی اطاعت قرار دیا ہے فرمایا۔ وَمَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہُ ۔ کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ انسانوں کو خدا کی معرفت بھی رسول کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، گویا رسول کی اطاعت ہی ہمارے ایمان کی کسوٹی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ
ان ھذا لفی الفعال بدیع
لو کان حُبُّکَ صادقاً لاطعتہ
ان المحب لمن یحب مطیع

کہ آدمی عمل سے خدا کی نافرمانی کرے اور زبان سے محبت کا اعلان یہ نہایت عجیب حرکت ہے چونکہ سچی محبت کی علامت اطاعت ہے جناب رسالت مآب ﷺ نے اعلان فرمایا لا یُؤمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبْعاً لِمَا جِئْتُ بِہٖ کہ کوئی آدمی اس وقت تک کامل مومن کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنی خواہشات کو میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ کردے۔

محترم حضرات! اللہ جل شانہ نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو یہ مژدہ سنایا ہے کہ قیامت کے دن یہ لوگ انبیاء صدیقین

اور شہداء کے ساتھ اٹھائے جائیں گے ،قرآن کریم مسلمانوں کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے اے ایمان والوں اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو چونکہ وہ تم کو ایسی چیز کی طرف بلا رہا ہے جس میں تمہاری اچھی حیوٰۃ مضمر ہے ،ایک جگہ فرمایا گیا کہ کسی مسلمان مرد اور عورت کے لئے رسول کے کسی فیصلہ کے خلاف سرتابی کا کوئی جواز نہیں ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ گم کردہ راہ ہے۔ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ رب ذوالجلال کی قسم لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو حکم نہ بنائیں یعنی جب تک کہ لوگ شریعت کو اپنا مقتدا نہ بنائیں ،آج ہم مسلمان اپنے حالات کا جائزہ لیں کہ ہم کس ڈگر پر چل رہے ہیں شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

ترسم نہ رسنی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

کہ اے اعرابی مجھے اندیشہ ہے کہ تو کعبہ تک نہیں پہنچ سکے گا چونکہ تو جس راستہ پر چل رہا ہے یہ تو ترکستان کا راستہ ہے بعینہٖ یہی حال آج قوم مسلم کا ہے ،ہماری موجودہ روش اس بات کا پتہ دے رہی ہے کہ جدھر ہم چل رہے ہیں ادھر ہماری منزل نہیں ہے آیئے ہم عہد کریں کہ رنج اور خوشی اتحاد واختلاف ہر موقع پر جناب رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کے مطابق عمل کریں گے شریعت کو اپنا مقتدا اور قرآن کو اپنا امام بنائیں گے۔محترم حضرات!شریعت اسلامیہ وہ راستہ اور وہ دین ومذہب ہے جس کی سربلندی اور غلبہ کا خدا نے اعلان فرمایا ہے ۔کہ

خدا کی ذات وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایاتِ راہ ودین حق دیکر بھیجا ہے تا کہ اللہ رب العزت اس دین ہدایت کو تمام لوگوں پر غالب کردے خواہ کافروں کو کتنا بھی برا لگے۔ چنانچہ اللہ کا یہ وعدہ حرف بحرف پورا ہوکر رہا اللہ نے اس وعدہ کی تکمیل ان مقدس وپاکباز نفوس کے ذریعہ کروائی جنہوں نے اپنے آپ کو دامن رسالت سے چمٹایا اور حضور پاک ﷺ کی پاکیزہ سیرت پر عمل پیرا ہوئے۔ آج ہم جیسے مسلمان دین کی رسوائی کا باعث بنے ہوئے ہیں آج لوگ ہمیں دیکھ کر ہی ہمارے مذہب کے متعلق رائے قائم کرتے ہیں۔ اللہ جل شانہ ہمارے اس جرم کو معاف فرمادے۔ محترم حضرات اللہ جل شانہ نے اپنے رسول ﷺ کو تمام عالمین کیلئے رحمت بنا کر بھیجا معلوم ہوا کہ تمام عالم کیلئے رحمت یہی دین ہے جو آپ لے کر دنیا میں تشریف لائے آپ کی بعثت تمام دنیا کی انسانیت کے لئے قرار دی گئی، آپ کی اقتداء میں تمام عالم کی بھلائی اور پوری انسانیت کی فلاح ہے اللہ رب العزت مجھے اور آپ کو آپ ﷺ کی کامل اتباع کرنے والا بنائیں آمین

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

☆☆☆

☆☆

☆

خطبہ نمبر (۳)

تاکید نماز

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا وَھُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْرًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَیْکُمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ وَاَوْصَاکُمْ بِالْمُوَاظَبَۃِ وَالْمُحَافَظَۃِ عَلَی الصَّلٰوۃِ وَقَالَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَآتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ .وَقَالَ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ. وَقَالَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذَالِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْنَ وَقَالَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتًا وَقَالَ تَعَالٰی الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْہِ

رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَؤُنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ وَقَالَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى وَقَالَ فِيْ تَذْكِرَةِ اَهْلِ النَّارِ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَقَالَ فِيْ ذِكْرِ الْمُنَافِقِيْنَ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاؤُنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا وَقَالَ اِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَا اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ،وَقَالَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ،وَقَالَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ فْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.وَقَالَ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَقَالَ تَعَالٰى تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. بَارَكَ اللّٰهُ لَنَاوَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ .اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ.

تقریر (۳)

بابت تاکیدِ نماز

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ،اما بعد!

فقد قال الله تبارک وتعالیٰ اَقِیْمُوْ الصَّلٰوۃَ وَآتُوْالزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمِ.

محترم حضرات! اللہ رب العزت نے شہادتین کے اقرار کے بعد بندہ پر کچھ اعمال فرض فرمائے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّااِلٰهَ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ۔کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اقرار شہادتین، اقامت صلوۃ، ایتاء الزکوۃ حج اور صوم رمضان ۔آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ ہر عمارت کے لئے ایک بنیاد ہوتی ہے جس پر عمارت کھڑی ہوتی ہے، ہر آدمی یہ کوشش کرتا ہے کہ بنیاد کو مضبوط کر لے تاکہ عمارت کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو اگر بنیاد کمزور ہو تو عمارت منہدم ہو جاتی ہے اسی طرح سے یہ پانچوں افعال اسلام کی بنیاد ہیں جن پر اسلام قائم ہے اگر ان اعمال میں نقص پیدا ہوگا تو اسلام کو خطرہ لاحق ہوگا اسی لئے ان پانچوں افعال کو اسلام کے فرائض قرار دیا گیا ہے پھر خاص طور پر

نماز کی اہمیت اور خصوصیت کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ کہ نماز دین کا بنیادی ستون ہے جس نے اس کو قائم کیا اس نے اپنے دین کو قائم رکھا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے اپنے دین کو منہدم کر دیا۔

محترم حضرات! اسی لئے قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے نمازوں کی محافظت کو فرض قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے اوقات کی تعیین بھی باری تعالیٰ کی جانب سے ہے چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے کہ نمازوں کو دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے حصہ میں قائم کیجئے، حضرات علماء مفسرین نے اس سے دن کے نصف اول میں فجر اور ظہر کی نماز مراد لی ہے اور دن کے نصف آخر میں عصر اور مغرب کو مراد لیا ہے اور رات کے حصہ میں عشاء کی نماز کو مراد لیا ہے حضور ﷺ نے ایمان و کفر کے درمیان نماز کو حد فاصل قرار دیا ہے صرف یہی نہیں بلکہ اللہ رب العزت نے نماز کے ذریعہ گناہوں کے مٹ جانے کی بشارت بھی سنائی ہے فرمایا کہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ساتھ ہی حق جل مجدہٗ نے نماز قائم کرنے والے لوگوں کا شمار متقین میں فرمایا ہے کہ قرآن کریم متقیوں کے لئے کتابِ ہدایت ہے اور فرمایا کہ متقی وہ لوگ ہیں جو بن دیکھے خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں ایک دوسری جگہ نماز قائم کرنے والوں کیلئے بشارت سناتے ہوئے فرمایا اولٰئک لھم عقبی الدار کہ ایسے لوگوں کیلئے دار آخرۃ میں اچھا انجام ہے یعنی ایسی ہمیشگی کی جنتیں ہیں جن میں وہ رہیں گے۔ محترم حضرات! قرآن کریم کی بہت سی آیات میں

نماز پڑھنے والوں کی مدح سرائی فرمائی گئی ہے ایک جگہ ارشاد ہے کہ وہ شخص فلاح کو پہونچ گیا ہے جس نے اپنا تزکیہ کرلیا اور جس نے اللہ کا نام لیا اور نماز پڑھی، محترم حضرات! نماز اللہ اور اس کے بندے یعنی عابد و معبود کے درمیان اس تعلق کا اظہار ہے جو بندہ کو اللہ سے ہے اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ کہ نماز مومن کی معراج ہے جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ کو شب معراج میں قرب خداوندی حاصل ہوا اسی طرح بندہ کو نماز میں باری تعالیٰ سے قرب حاصل ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ نمازی بننا کوئی آسان کام نہیں ہے جب تک انسان کو نماز کی لذت حاصل نہیں ہوتی وہ حقیقی معنی میں نمازی نہیں کہلاسکتا اسی کو کسی نے یوں کہا ہے ؎

مسجد تو بنادی پل بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا

انسان کو شدائد و مشکلات کے وقت میں نماز سے مدد لینے کی ہدایت کی گئی ہے فرمایا گیا ہے کہ اے ایمان والو تم شدائد و مصائب میں صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو یہی وجہ ہے کہ حالت سفر اور حالت قتال میں بھی نماز کی ہدایت اور اس کا طریقہ ذکر فرمایا گیا ہے تاکہ ایسے وقت میں بھی یہ عمل فوت نہ ہونے پائے، نماز ایسا عمل ہے جس کو خدا کے سامنے خوشدلی اور مستعدی سے بجالانا چاہیے چونکہ نماز میں کسل اور بددلی منافقین کی خصلت بتلائی گئی ہے فرمایا گیا ہے کہ جب وہ لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی اور کسل کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں تاکہ مسلمان ان

کو دیکھ کر نمازی سمجھیں اس کے برخلاف مسلمانوں کی صفت یہ ذکر فرمائی گئی کہ رات کو ان کے پہلو ان کی خوابگاہوں سے جدا رہتے ہیں اور وہ بحالت نماز اپنے رب کو امید وخوف کی حالت میں پکارتے ہیں یعنی خدا کی طاعت پر اس کے وعدوں کی امید رکھتے ہیں اور اپنی طاعت کے قصور سے خوفزدہ رہتے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیا نعمتیں مخفی رکھی گئی ہیں جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی محترم حضرات! اس کے ساتھ نماز کا عمل اسلامی مساوات کا مظہر ہے بلا تفریق کالے گورے، امیر وغریب، حاکم ومحکوم، استاذ شاگرد، مسترشد ومرشد سب صف باندھے اپنے رب کے حضور میں برابر برابر کھڑے ہوتے ہیں اور دنیائے انسانیت پر اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا رشتہ ہے جس میں سب موتی ایک لڑی میں منسلک ہیں اسی کو کسی نے کہا ہے

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

مزید یہ کہ ایک امام کے اشارے پر چل کر پوری دنیا کو یہ باور کراتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کا مقتداء بھی ایک ہے اور یہ کہ ہمارا معبود بھی ایک ہے، دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو سچا نمازی بنادے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

☆☆☆

خطبہ نمبر (۴)

احکامِ زکوٰۃ

اَلحَمدُلِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ جَاعِلِ المَلٰئِکَۃِ رُسُلاً اُولِی اَجنِحَۃٍ مَثنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیدُ فِی الخَلقِ مَا یَشَاءُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ. مَا یَفتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِن رَّحمَۃٍ فَلَا مُمسِکَ لَھَا وَمَا یُمسِکُ فَلَا مُرسِلَ لَہٗ مِن بَعدِہٖ وَھُوَ العَزِیزُ الحَکِیمُ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اذکُرُوا نِعمَۃَ اللّٰہِ عَلَیکُم ھَل مِن خَالِقٍ غَیرُ اللّٰہِ یَرزُقُکُم مِنَ السَّمَاءِ وَالاَرضِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاَنّٰی تُؤفَکُونَ. وَنَشھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَنَشھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَولَانَا مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَسلِیمًا اَمَّا بَعدُ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَیکُمُ الزَّکٰوۃَ وَقَالَ یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اَنفِقُوا مِن طَیِّبَاتِ مَا کَسَبتُم وَمِمَّا اَخرَجنَا لَکُم مِنَ الاَرضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الخَبِیثَ مِنہُ تُنفِقُونَ وَلَستُم بِاٰخِذِیہِ اِلَّا اَن تُغمِضُوا فِیہِ وَاعلَمُوا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیدٌ وَقَالَ فِی مَدحِ المُؤمِنِینَ وَمِمَّا رَزَقنَاھُم یُنفِقُونَ وَقَالَ اَیضًا اَلَّذِینَ یُنفِقُونَ اَموَالَھُم بِاللَّیلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُم اَجرُھُم عِندَ رَبِّھِم وَلَا خَوفٌ عَلَیھِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ. وَقَالَ اَیضًا مَثَلُ الَّذِینَ

يُنفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ
كُلِّ سُنْبُلَةٍمِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ
وَقَالَ اَيْضًا وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ
وَتَثْبِيْتاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ اُكُلَهَا
ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ. وَقَالَ
اَيْضًا وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لاَ يُتْبِعُوْنَ مَا
اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلاَ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ
هُمْ يَحْزَنُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰى وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ
فَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ وَقَالَ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ
تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاءَ النَّاسِ
وَلاَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ
فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا . لاَ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا
وَاللّٰهُ لاَ يَهْدِى الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ .وَقَالَ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَ يُنْفِقُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ
يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَافِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ جُنُوْبُهُمْ
وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْامَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ .
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَاوَلَكُمْ فِىْ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ .اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ.

تقریر(۴)

احکامِ زکوۃ

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ،اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَاکَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَالَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

محترم حضرات! زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے زکوۃ کے معنی ہیں پاکی چونکہ مال کی زکوۃ نکالنا مال کی پاکی کا سبب ہے اسی لئے اس کوزکوۃ کہتے ہیں بعض نے کہاہے کہ زکوۃ کے معنی بڑھوتری کے ہیں چونکہ زکوٰۃ دینا بھی مال میں بڑھوتری کا سبب ہوتا ہے دونوں باتوں کی تائید قرآن کریم سے ہوتی ہے، ایک جگہ فرمایا گیاخُذْمِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا، کہ اے محمد ﷺلوگوں کے مال میں سے زکوۃ لیا کیجئے تاکہ اس کے ذریعہ آپ لوگوں کو بخل سے پاک صاف کردیں اور تاکہ ان کا مال بھی پاک ہوجائے دوسری جگہ ارشاد ہے یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰواوَیُرْبِیْ الصَّدَقَاتِ، کہ اللہ عزوجل سود کوتو گھٹاتا ہے یعنی سودی لین دین مال میں بے برکتی اور کمی کاباعث ہے اورصدقات کو بڑھاتا ہے یعنی صدقات دینے سے مالوں میں برکت اور بڑھوتری ہوتی ہے۔

محترم حضرات! قرآن کریم کی بہت سی آیات مبارکہ سے زکوۃ کی فرضیت اور اس کے متعلق ہدایت معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ ایمان والوں کو خطاب کرتے ہوئے زکوۃ کی ضرورت وفرضیت کو یوں ارشاد فرمایا اے ایمان والوتم اپنی پاکیزہ کمائی میں سے خرچ کرو اور ایسے ہی زمین کی پیدوار میں سے خرچ کرو اور زکوۃ کے سلسلہ میں ہدایت کی گئی کہ زکوۃ، صدقات دینے میں گھٹیا اور ردی مال دینے کا قصد نہ کرو کہ اگر تم کو ایسا گھٹیا مال تمہارے کسی حق میں دیا جائے تو تم اسکو قبول نہ کرو۔ پھر اللہ جل شانہ اپنے حق میں گھٹیا مال کیوں لیں گے اور اس بات کو بخوبی ذہن میں رکھو کہ اللہ تو بے نیاز اور قابل حمد ہیں بھلا جو مال سے بے نیاز ہو وہ گھٹیا مال کیونکر قبول کریگا پھر اسکا سبب بھی ذکر فرمایا کہ یہ داعیہ انسان کے اندر شیطان کے بہکانے سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ انسان کو فقر اور مال کی کمی کا خیال دلاتا ہے اسلئے غلط مشورے دیتا ہے ایک جگہ مومنین کی مدح کرتے ہوئے فرمایا کہ جو مال ہم نے انکو دیا ہے وہ اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ایک آیت میں ایسے لوگوں کے متعلق جو اپنے مالوں کے راہ خدا میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتے دن میں بھی خرچ کرتے ہیں رات میں بھی علانیۃً بھی سراً بھی انکے متعلق بشارت سنائی گئی کہ انکے لئے انکے رب کے یہاں اسکا بدلہ ہے کہ نہ ان پر دنیا میں کوئی خوف ہوگا اور نہ آخرت میں غمگین ہونگے۔

محترم حضرات! جولوگ اپنے مالوں کی زکوۃ نکالتے ہیں وہ صرف یہی نہیں

کہ اپنے رب کے حکم کو پورا کر رہے ہیں بلکہ ان کے اس عمل کا ثواب بہت بڑھا کر دیا جاتا ہے ایک جگہ حق تعالیٰ شانہ نے اس کو ایک مثال میں ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے دانے کے مانند جس سے سات بالیں اگیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں گویا ایک دانہ یا ایک روپیہ راہ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب سات سو گنا تک ہو جاتا ہے وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ اور اللہ جس کے لئے چاہتے ہیں اس سے بھی بڑھا دیتے ہیں یہ بڑھوتری آدمی کے اخلاص پر موقوف ہے البتہ ۷۰۰ گنا تک اللہ کا عام دستور ہے۔ اس آیت کریمہ سے انفاق فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں یہ ہدایت معلوم ہوئی کہ مقبولیت کے لئے اخلاص وللہیت بھی شرط ہے اسی کو ایک دوسری آیت میں صراحۃً ذکر فرمایا گیا کہ ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی خوشنودی اور اپنی طبیعت کی خوشی سے خرچ کرتے ہیں ان کے اس خرچ کرنے کی مثال اس باغ جیسی ہے جو ٹیلہ پر ہو کہ اگر اس پر موسلا دھار بارش برسے تو وہ درخت پھل دگنا دیوے اور اگر موسلا دھار بارش بھی نہ برسے تو اس کیلئے شبنم بھی کافی ہوتی ہے۔ اور اللہ کو ظاہر کی طرح تمہارے اعمال کے باطن کی بھی پوری خبر ہے کہ کس قدر اخلاص کے ساتھ وہ عمل کیا گیا ہے۔

محترم حضرات! زکوٰۃ وصدقات کے سلسلہ میں مزید ہدایات جاری کرتے ہوئے ایک جگہ ارشاد باری ہے کہ اے ایمان والو تم اپنے صدقات کو

احسان جتلا کر اور اذیت پہنچا کر باطل نہ کرو صدقے دے کر احسان جتلانا اور اذیت پہونچانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص ریاکاری کے طور پر اپنا مال خرچ کرے اور اللہ کے وعدہ پر اسکا یقین نہ ہو تو جس طرح اس شخص کو اس کے اس عمل سے کوئی فائدہ نہ ہوگا ایسے ہی احسان جتلانیوالے اور ایذا دینے والے کو کچھ حاصل نہ ہوگا اسکے اس صدقہ کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چٹان ہو جس پر کچھ مٹی پڑی ہو اور زور کی بارش ہو جائے تو بتاؤ کیا چٹان پر مٹی باقی رہے گی ہرگز نہیں ایسے ہی اس شخص کا عمل اس شخص کی نیت کی خرابی اور بد باطنی کی وجہ سے اکارت اور ضائع ہو جائے گا اس کے برخلاف جو لوگ زکوٰۃ وصدقات کے بعد احسان نہیں جتلاتے نہ اذیت پہونچاتے ہیں ان کے متعلق ارشاد فرمایا لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ کہ ان کیلئے ان کے پروردگار کے یہاں یقینی اجر ہے۔ ایک جگہ ارشاد ربانی ہے کہ جس زکوۃ دینے سے تمہارا مقصود اللہ کی رضا اور خوشنودی ہو تو ایسے لوگوں کے لئے بدرجہا اجر ہے اب جاننا چاہیے کہ احسان جتلانا تو یہ ہے کہ مثلاً اپنے کسی قریبی غریب شخص کو آپ نے زکوۃ دی پھر باہمی معاملات میں کوئی ایسا موڑ آیا کہ وہ شخص آپ کے سامنے آپ کی بات کو مسترد کرنے لگا تو آپ یہ کہیں کہ اچھا ہماری بلی ہمیں ہی میاؤں، کہ ہم نے زکوٰۃ دیکر تم پر احسان کیا تم بھی ہمارے سامنے بولتے ہو یہ چیز اللہ کو ناپسند ہے اسلئے کہ آپ نے اس پر کیا احسان کیا آپنے وہ مال دیا جو آپ پر فرض تھا پھر کوئی اپنا مال نہیں دیا وہ مال دیا جو آپ کو اللہ نے دیا ہے اگر اللہ آپ

کو مال اللہ عطا نہ فرماتے تو آپ کہاں سے دیتے ظاہر ہے کہ اس سے ایذا یعنی روحانی تکلیف بھی ہوگی اسلئے اس سے پرہیز کرنا چاہئے ایذا دینے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپ کسی کو زکوۃ دیکر یوں کہیں میاں آپ لوگوں کا تو یہی کام رہ گیا ہے اس سے زکوۃ جیسا عمل ضائع ہو جاتا ہے مزید زکوۃ کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے قرآن کریم نے ان لوگوں کے حق میں سخت وعید ارشاد فرمائی جو اپنے مالوں کی زکوۃ ادا نہیں کرتے ارشاد فرمایا گیا کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس میں سے خدا کا حق نہیں دیتے ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی بشارت سنا دیجئے کہ قیامت کے دن اس مال ودولت کو آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے زکوۃ نہ دینے والوں کی پیشانی اور پہلو اور پیٹھ کو داغ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ وہ مال ہے جو تم نے اپنے لئے ذخیرہ کر کے رکھا۔ لہٰذا اسکا مزہ چکھو۔

محترم حضرات! آیات قرآنیہ اور اسی طرح بہت سی احادیث نبویہ ہم کو پکار پکار کر اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف متوجہ کر رہی ہیں مگر ہمارا اندرونی بخل اور شیطان کا دھوکہ ہم کو اس سے روکے ہوئے ہیں خدارا اس فریضہ کو ادا کرنیکی طرف متوجہ ہوں درحقیقت زکوۃ ایک اسلامی مالی نظام ہے جس میں امت کیلئے سراسر بہتری اور ترقی مضمر ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو صحیح طور پر زکوۃ دینے والا بنائے آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

خطبہ نمبر(۵)

احکامِ روزہ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنَ
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ. صِرَاطَ
الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلاَ الضَّالِّیْنَ آمِیْنَ
وَنَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِیْراً وَّنَذِیْراً
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْرًا کَثِیْراً اَمَّا بَعْدُ
اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ
وَقَالَ فِیْ کِتَابِهٖ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا
کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ
کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًااَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَعَلَی الَّذِیْنَ
یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ وَاَنْ
تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. شَهْرُرَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ
فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانُ فَمَنْ
شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ کَانَ مَرِیْضاً اَوْعَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ
مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.
وَقَالَ تَعَالٰى اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ
لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ
فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ
لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ
الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَقَالَ تَعَالٰى فِىْ ذَمِّ
الْكٰفِرِيْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ
وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَاناً
وَّاِحْتِسَاباً غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَفِىْ حَدِيْثٍ آخَرَ الصَّوْمُ جُنَّةٌ
مَالَمْ يَخْرِقْهَا .بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا
وَاِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ .اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ
بَرٌّ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ.

☆☆☆

تقریر(۵)

بابت روزہ رمضان

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ،اَمَّا بَعْدُ!فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَااَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ،صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ.

محترم حضرات!روزہ اسلام کا چوتھا رکن ہے روزہ کی حقیقت ہے روزہ کی نیت کے ساتھ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک مفطرات ثلاثہ یعنی کھانے پینے اور جماع کرنے سے رکنا روزے اللہ جل شانہ نے سال بھر میں ایک ماہ رمضان المبارک کے فرض قرار دئے ہیں ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہے اور جس میں ہدایت کے واضح دلائل موجود ہیں جو حق و باطل کے درمیان ایک فیصلہ کن کتاب ہے،پس جو شخص تم میں سے اس مہینہ کو پاوے اس کو چاہئے کہ اس مہینہ کے روزے رکھے البتہ مریض اور مسافر کیلئے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ بعد میں روزوں کا شمار پورا کر لے اس طرح اللہ نے تم سے آسانی کا ارادہ فرمایا ہے اللہ تمہارے اوپر دشواری ڈالنا نہیں چاہتے واقعہ یہ ہے کہ یہ دین معتدل اور افراط وتفریط سے پاک ہے نہ اس

میں بے جا سختی ہے نہ حد سے زیادہ نرمی انسان کو اسی عمل کا مکلف بنایا گیا ہے جس کی وہ طاقت رکھتا ہے، ارشاد باری ہے **لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَھَا** اس لئے مطلقاً روزے فرض نہیں فرمائے خواہ تم مریض ہو یا تندرست ہر صورت میں تم کو روزہ رکھنا ہے نہیں بلکہ طاقت اور صحت کی حالت میں روزہ فرض قرار دیا گیا ساتھ میں یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ ایمان والو تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے پھر خوامخواہ بلا فائدہ روزوں کا بوجھ مسلمانوں پر نہیں ڈالا گیا بلکہ اسکا فائدہ اور نتیجہ ذکر فرمایا کہ تاکہ تمہارے اندر تقوے کی صفت پیدا ہوسکے چونکہ تقوے کے معنی ہیں کہ اللہ کے ڈر کی وجہ سے ممنوع کام نہ کرنا ظاہر ہے کہ روزہ دار محض خدا کے خوف کی وجہ سے کھانے پینے اور جماع کرنے سے رکتا ہے چونکہ ان کاموں کو انسان ایسی تنہائی میں بھی کرسکتا ہے جہاں اسکو انسانی سوسائٹی سے کوئی خطرہ نہ ہو مگر اسکے باوجود وہ پھر بھی ان اعمال سے رکتا ہے، معلوم ہوا کہ یہ تقوے کا اثر ہے مگر ان روزہ داروں پر حیرت اور تعجب ہے کہ جو روزہ کی حالت میں کھانے پینے اور جماع کرنے سے تو رکتے ہیں مگر اللہ کی حرام کی ہوئی دوسری چیزوں سے نہیں رکتے مثلاً غیبت فلم بینی، ٹی وی وغیرہ دیکھنا یا دوسروں کے حقوق پامال کرنا یا تجارت میں غیر شرعی طور وطریق اختیار کرنا یہ سب چیزیں بھی اسی طرح حرام ہیں جس طرح روزہ کی حالت میں کھانا پینا بلکہ یہ چیزیں تو غیر روزہ دار کے لئے بھی حرام ہیں تو روزہ دار

کے حق میں انکی حرمت بطریق اولی ہے ہمارے بعض نو جوان بھائی روزہ کی حالت میں تاش بازی جیسے کھیلوں میں مصروف رہتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ کیا کررہے ہو تو کہتے ہیں کہ ہم تو روزہ بہلا رہے ہیں اَستَغفِرُوُاللّٰہ۔

باایں عقل ودانش باید گریست

محترم حضرات! روزہ کے سلسلہ میں ایک ہدایت یہ کی گئی کہ جولوگ ضعف اور بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں یعنی شرعاً معذور ہیں ان کیلئے اجازت ہے کہ وہ روزہ کا فدیہ دیدیا کریں گویا وہ بھی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں نیز رمضان کے مہینہ میں بیویوں کے ساتھ جماع کی ممانعت مطلقاً نہیں بلکہ صرف دن میں ہے رات میں ان سے جماع کرنا جائز ہے ابتدء رات کے وقت بھی جماع کرنا منع تھا مگر انسانی تقاضے اس کو نہ نبھا سکے اسلئے رات میں جماع کی اجازت دیدی گئی حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم جانتے تھے کہ تم لوگ اپنے نفسوں میں خیانت کروگے اسلئے اللہ نے تمہارے حال پر رحم فرمایا ہے اور تمہاری لغزش کو معاف فرما کر تم کو جماع کی اجازت دیدی مگر ساتھ ساتھ جماع کا مقصد بھی ذکر فرمایا کہ مسلمان کا مقصد جماع سے محض شہوت کرنا نہیں ہونی چاہیے بلکہ اللہ نے اس کے لئے جو اولاد مقدر کی ہے جماع سے اس کی طلب ہو ایسے ہی ابتداء میں یہ حکم تھا کہ غروب کے بعد آدمی سونے سے پہلے پہلے کھا پی سکتا تھا سو جانے کے بعد اٹھ کر کھانے

پینے کی اجازت نہ تھی اس میں بھی حضرات صحابہ کرام کو دشواری ہوئی اس لئے یہ حکم بھی اٹھالیا گیا اور اجازت دیدی گئی کہ سونے سے پہلے اور سونے کے بعد صبح صادق تک کھانا پینا بھی درست ہے۔

محترم حضرات! روزہ کا عمل غم خواری کا سبق ہے ایک مومن شخص جب روزہ کی حالت میں ہوتا ہے اور اس کو بھوک و پیاس سے دوچار ہونا پڑتا ہے تو غریبوں کی زندگی کا احساس کرتا ہے اور گویا غربت میں ان کا اسوقت شریک ہوتا ہے یہ عمل انسان کو غرباء کی ہمدردی کی طرف متوجہ کرتا ہے اسی کو حق تعالیٰ شانہ نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ کافر دنیا سے اس طرح متمتع ہوتا ہے اور اس کی نعمتوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح جانور کہ اس کو دوسروں کے فقر و افلاس کا احساس نہیں ہوتا بخلاف روزہ دار کے کہ وہ افطار کے وقت میں بھی یہ احساس رکھتا ہے کہ ایک غریب شخص کا افطار کیسا ہوگا اسلیئے رسالت مآب ﷺ نے روزہ افطار کرانے کی بڑی فضیلت ارشاد فرمائی ہے، روزہ رکھ کر انسان نہ صرف یہ کہ اپنے اوپر عائد فریضہ سے سبکدوشی حاصل کرتا ہے بلکہ اپنے خدا کی خوشنودی اور اپنے گناہوں کی مغفرت کا سامان پیدا کرتا ہے۔ جناب رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کا روزہ ایمان کی حالت میں خدا کی خوشنودی کیلیئے رکھا، اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

محترم حضرات! روزہ انسان کے لئے نفس اور شیطان کے حملوں سے ڈھال کا کام دیتا ہے، روزہ رکھنے سے شہوت ٹوٹتی ہے، گناہوں کے ارتکاب

کا جوش سرد ہو جاتا ہے، ایک موقع پر جناب رسول ﷺ نے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اے نوجوانوں کی جماعت جو تم میں سے حقوق نکاح کے ادا کرنے کی طاقت رکھے اس کو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نکاح کے حقوق پورے نہ کر سکے وہ اپنے اوپر روزہ رکھنے کو لازم کر لے چونکہ روزہ اس کے حق میں ڈھال ہے اہل بصیرت کا قول ہے کہ جب آدمی کا پیٹ چھکا ہوا ہوتا ہے تو اس کے تمام اعضاء بھوکے ہو جاتے ہیں یعنی اس پر شہوت کا غلبہ ہوتا ہے اور جب آدمی کا پیٹ بھوکا ہوتا ہے تو اس کے تمام اعضاء چھکے ہوئے ہوتے ہیں یعنی گناہوں کی طرف اس کا میلان نہیں ہوتا جیسا کہ عام طور پر رمضان کے مہینہ میں اخیر دن میں روزہ داروں کی حالت سے بھی ظاہر ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ رسالت مآب ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ روزہ اس وقت ڈھال کا کام دیتا ہے جب تک کہ وہ اس کو پھاڑ نہ دے، معلوم ہوا کہ ایک آدمی بھوکا پیاسا بھی رہا مگر گناہوں میں لت پت رہا تو وہ روزہ اس کے لئے کچھ مفید نہ ہوگا اسی کو جناب رسول اللہ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو بھوکا پیاسا رہنے کے علاوہ کچھ نہیں ملتا یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے روزوں کی حفاظت نہیں کرتے۔

دعا کیجئے کہ اللہ رب العزت ہمیں صحیح طور پر روزہ رکھنے اور اس کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

☆☆☆

خطبہ نمبر (٦)

احکامِ حج

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَہٗ عِوَجاً.
قَیِّماً لِیُنْذِرَ بَأساً شَدِیْداًمِنْ لَّدُنْہُ وَبَشِّرِالْمُؤمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ
الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْراً حَسَناً . مَاکِثِیْنَ فِیْہِ اَبَداً . وَیُنْذِرَالَّذِیْنَ
قَالُوْااتَّخَذَاللّٰہُ وَلَداً .مَالَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِآبَائِھِمْ کَبُرَتْ کَلِمَۃً
تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ .اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِباً.وَنَشْھَدُاَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ
وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ
وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ
تَسْلِیْماًکَثِیْراً .اَمَّا بَعْدُ !اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ الْحَجَّ عَلٰی
مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً وَقَالَ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً .وَقَالَ وَاَتِمُّوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ فَاِنْ
اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُؤسَکُمْ حَتّٰی
یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ. فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضاً اَوْبِہٖ اَذیً مِنْ رَّأْسِہٖ
فَفِدْیَۃٌ مِنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ نُسُکٍ ، فَاِذَااَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ
بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ فَمَنْ لَمْ یَجِدْ فَصِیَامُ
ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَۃٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ
ذَالِکَ لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ اَھْلُہٗ حَاضِرِیْ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ وَاتَّقُوْااللّٰہَ

وَاعْلَمُوْا اَنّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ. اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ
فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ
وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ زَّادِ
التَّقْوٰى. وَاتَّقُوْنِ يَا اُوْلِى الْاَلْبَابِ. لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا
فَضْلًا مِنْ رَّبِكُمْ فَاِذَا اَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ عِنْدَ
الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ
الضَّآلِيْنَ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوْا اللّٰهَ اِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فَاِذَاقَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ
آبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا .وَقَالَ تَعَالٰى وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْ اَيَّامٍ
مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِىْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ
عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَقَالَ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ
مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ فِىْ
اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا
وَاَطْعِمُوْا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرِ. ثُمَّ الْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ
وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ.. بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْآنِ
الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ .اِنَّهٗ تَعَالٰى
جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ.

تقریر(٦)

احکامِ حج

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ !اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلاً صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمِ.

محترم حضرات !حج اسلام کا پانچواں رکن ہے حج کے لغوی معنی ارادہ کرنا اور شریعت کی اصطلاح میں زمانہ خاص میں افعال مخصوصہ کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کا قصد کرنا، اللہ جل شانہ کی عبادت کرتے کرتے یعنی نماز روزہ زکوۃ کے عمل سے انسان کے قلب میں جب ایک سوزش ایک تپش اور ایک تڑپ پیدا ہوتی ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ اپنے محبوب اور اپنے خدا کی بارگاہ میں اپنے آپ کو حاضر کردے، یوں تو خدا سے بندہ کا تعلق نہایت قرب کا ہے ،حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ اِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْبٌ اے محمد ﷺ جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو بتلا دیجئے کہ میں ان کے قریب ہوں چنانچہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایک مرتبہ آپ ﷺ سے معلوم کیا اَقَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِیْهِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْهِ کہ کیا ہمارا رب ہمارے قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کریں یا

دور ہے کہ اس کو بلند آواز سے پکاریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی لیکن عبادت
کے بجالانے کے بعد انسان پھر بھی اپنے خدا کو جنگل جنگل تلاش کرتا پھرتا
ہے سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے اپنے خدا کے گھر بیت اللہ تک
چلا جاتا ہے بندہ پر عشق کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ وہ اپنا شمار مردوں میں کر
نے لگتا ہے کفن جیسی دو بغیر سلی چادریں پہن کر اپنے رب کے گھر کے چکر
لگانے شروع کرتا ہے اس کو اس عرصہ میں اپنے بال اور ناخنوں کا بھی
احساس نہیں رہتا کہ اس کے بال بڑھے ہوئے اور منتشر ہیں، اس کے ناخن
بھی بڑھ جاتے ہیں وہ چیختا چلاتا ہوا کچھ اس طرح کی آواز محسوس کرتا ہے کہ
اس کا خدا اس کو پکار رہا ہے آواز دے رہا ہے وہ جواب میں زور زور سے
لبیک اَللّٰھُمَّ لَبَّیۡکَ کی صدا دیتا ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے حاجی کی
صفت ارشاد فرمائی کہ حاجی پراگندہ بال اور پراگندہ حال ہوتا ہے بندہ اپنے
رب کی ملاقات کیلئے اپنے محبوب کی زیارت کیلئے اپنے خدا کے محبوب حضرت
محمد ﷺ کی روش کو اپناتا ہے اپنے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے آثار اور
جذبہ قربانی سے سرشار ہو کر کبھی منیٰ جاتا ہے کبھی عرفات کی طرف دوڑتا ہے
کبھی جمرات پر کنکریاں مارتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ میرا مقصود مجھ کو حاصل
ہو جائے مجھے میرا محبوب مل جائے۔ بظاہر دیکھنے میں اس کا یہ عمل عقل سے ہٹا
ہوا معلوم ہوتا ہے مگر عشق کی راہ میں ایسے حالات آتے ہیں جب آدمی عقل
سے بیگانہ ہو کر اپنے محبوب کی تڑپ میں وہ سب کچھ کر گزرتا ہے جس کو ایک

عقلمند آدمی کرنا نہیں چاہتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

لازم ہے عقل کیلئے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑئے

محترم حضرات! اللہ جل شانہ نے اپنے ان بندوں پر جو زاد و راحلہ پر قدرت رکھتے ہیں زندگی میں ایک مرتبہ حج کو فرض قرار دیا ہے توشہ اور سواری پر قدرت کی شرط سے پتہ چلتا ہے کہ حج مطلقاً ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے ایک دوسری آیت میں اللہ جل شانہ نے حج اور عمرہ کے پورا کرنے کا حکم دیا ہے کہ تم لوگ حج اور عمرہ کو پورا کرو، اگر کسی وجہ سے کوئی شخص احرام باندھنے کے بعد بیت اللہ تک نہ جاسکے خواہ وہ مرض کی وجہ سے ہو یا دشمن کے ڈر کی وجہ سے اور حج کا زمانہ ختم ہو جائے یا حج کرنے کے آثار بالکل باقی نہ رہیں تو ایسی صورتوں میں احرام ختم کرنے کا حکم ہے جسکی صورت شریعت مطہرہ نے یہ رکھی ہے کہ ایک قربانی یعنی دم دینا واجب قرار دیا ہے اور یہ شرط قرار دی گئی کہ یہ ہدی حرم میں ذبح ہو اس طرح آدمی حج و عمرہ کے احرام سے نکل جائے گا اور آئندہ سال اس پر حج و عمرہ کی قضاء لازم ہوگی ایسے ہی یہ حکم بھی دیا گیا کہ اگر حالت احرام میں کوئی آدمی بیمار ہو جائے یا کسی کے سر میں جوں وغیرہ ہو جائے اور وہ شخص احرام کے خلاف کسی عمل کے کرنے پر مجبور ہو جائے تو ایسے شخص پر روزہ یا صدقہ یا قربانی واجب ہوتی ہے۔

ایک دوسری جگہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ حج کے متعین مشہور مہینے ہیں

یعنی شوال ذیقعدہ ذی الحجہ جو شخص ان مہینوں میں اپنے اوپر حج کو فرض کرے تو اسکو چاہیئے کہ زمانہ حج میں۔ رفث یعنی جماع اور اسکی باتوں سے پرہیز کرے ایسے ہی کوئی فسق کا کام اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے یوں تو تم جو بھی خیر کا کام کرتے ہو اللہ کو اسکی خبر ہے۔ ایک اور ہدایت حج کے سلسلہ میں دی گئی کہ حج کے لئے جب جایا کرو تو اپنے ساتھ توشہ لیکر جایا کرو یہ نہ ہو کہ بغیر توشہ کے چلے جاؤ اور وہاں لوگوں سے مانگتے پھرو چنانچہ اہل یمن کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بغیر توشہ کے حج کے لئے جاتے تھے اور وہاں جا کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پسارتے پھرتے تھے جب ان سے پوچھا گیا کہ توشہ لیکر کیوں نہیں جاتے تو کہتے تھے نَحنُ الْمُتوَکِّلوْنَ کہ ہم لوگ تو توکل کرتے ہیں ان کو اس حرکت سے منع فرمایا گیا۔ محترم حضرات! حج کے زمانہ میں حج وعمرہ کے افعال سے فراغت پر یہ بھی جائز ہے کہ آدمی بیع وشراء اور خرید وفروخت کر سکے۔ فرمایا گیا کہ تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے البتہ حج سے فراغت سے قبل تجارت کی ممانعت ہے، قرآنی آیات میں وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ کا بھی تذکرہ ہے ارشاد باری ہے کہ جب تم عرفات سے کوچ کرو تو مزدلفہ میں ٹھہر کر اللہ کو یاد کرو جس طرح تم کو اللہ نے حکم دیا ہے تم اس سے پہلے ناواقف تھے چنانچہ زمانہ جاہلیت میں قریش مزدلفہ میں رک کر اپنے آباء واجداد کے مفاخر بیان کیا کرتے تھے اسلام نے یہ ہدایت دی کہ اس موقع پر اللہ کا ذکر کیا کرو محترم حضرات! کعبہ

کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جب آپ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو حق تعالیٰ شانہٗ نے حکم دیا کہ اے ابراہیم لوگوں میں حج کا اعلان کردو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بحکم خداوندی ایک اونچے ٹیلہ پر کھڑے ہوکر اعلان فرمایا اے لوگو بیت اللہ کا حج کرو حق تعالیٰ شانہ نے یہ آواز جہاں تک منظور ہوا پہونچادی اور لوگ جوق در جوق حج کے لئے آنے لگے چنانچہ زمانہ جاہلیت میں بھی بیت اللہ کا طواف برابر ہوتا رہا حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا اے ابراہیم لوگ اس اعلان کے بعد آپ کی طرف پیدل اور اونٹنیوں پر سوار ہوکر ہر تنگ اور کشادہ راستوں سے آئیں گے آج ہم اس خوش خبری کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کررہے ہیں الحمد للّٰہ علی ذالک۔ بیت اللہ روئے زمین پر سب سے پہلا خدا کا گھر اور عبادت خانہ ہے جس کی اول تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی اسی لئے اقبال مرحوم نے کہا تھا ؎

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم پاسباں ہیں اس کے وہ پاسباں ہمارا

دعاء ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں اس مقدس گھر اور حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائے اور بیت اللہ شریف کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

☆☆☆

خطبہ نمبر(۷)

فضائل تقویٰ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرِ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ. هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰی اَجَلاً وَّاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَهْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ ،وَنَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُاَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ الَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی النَّاسِ کَافَّةً بَّشِیْراً وَّنَذِیْراً. صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً .اَمَّا بَعْدُ اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوااللّٰهَ فَاِنَّ التَّقْوٰی مَلَاکُ الْحَسَنَاتِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوااللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ وَقَالَ تَعَالٰی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوااللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ وَقَالَ اِنْ تَتَّقُوااللّٰهَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ وَقَالَ تَعَالٰی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوااللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ .وَقَالَ تَعَالٰی یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْارَبَّکُمْ وَاخْشَوْ یَوْماً لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْاً اِنَّ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا

وَلا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرِ. وَقَالَ تَعَالٰى وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ. وَقَالَ تَعَالٰى. يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اصْبِرُوْا وَرَابِطُوْا وَتَّقُوْااللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْدَاً. يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَفَوْزاً عَظِيْماً. وَقَالَ تَعَالٰى اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ. وَقَالَ تَعَالٰى اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ ظِلٰلٍ وَعُيُوْنٍ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ. كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًابِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. اِنَّا كَذَالِكَ نَجْزِىْ الْمُحْسِنِيْنَ. وَقَالَ تَعَالٰى اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازاً حَدَائِقَ وَاَعْنَابًا وَكَوَاعِبَ اَتْرَابًا وَكَأسًادِهَاقاً وَقَالَ تَعَالٰى اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ. فِىْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ. وَقَالَ تَعَالٰى وَتَّقُوْا يَوْماً لَّاتَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئاً وَلا يُقْبَلُ مِنْهَاشَفَاعَةٌ وَلا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلاهُمْ يُنْصَرُوْنَ. بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِىْ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ. وَنَفَعَنَاوَاِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤفٌ الرَّحِيْمُ.

☆☆☆

☆☆

تقریر نمبر (۷)

تقویٰ کے فضائل

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ !

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

محترم حضرات! اسوقت جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی ہے اس میں حق تعالیٰ شانہٗ نے ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! تم لوگ اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہاری موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ تقویٰ کس چیز کا نام ہے علمانے اس کے تین درجے بیان فرمائے ہیں (۱) شرک سے بچنا (۲) گناہوں سے بچنا (۳) ماسوا اللہ کا خیال دل سے نکال دینا شرک سے بچنا تقویٰ کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے اور اس سے اعلیٰ درجہ گناہوں سے بچنا اور سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل سے ماسوا اللہ کا خیال ہی نکال دے ایسا شخص مؤمن اور موحد کامل کہلاتا ہے جس کو کسی شاعر نے کہا ہے۔ توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے۔ یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے۔ دوسری بات اس آیت کریمہ میں یہ ارشاد فرمائی گئی ہے کہ تمہاری موت نہ آئے مگر اس حال

میں کہ تم مسلمان ہو یعنی ایک مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت اور نگہداشت رکھے چونکہ جس طرح ظاہری جسم خارجی عوارضات سے متاثر ہوتا ہے آدمی کا ایمان بھی زنگ آلود ہو جاتا ہے اور جس طرح سے ہر زنگ آلود چیز کیلئے کوئی نہ کوئی صیقل ہوتا ہے اسی طرح ایمان کیلئے صیقل کلمہ لا الہ الا اللہ ہے ۔آج کے ماحول میں ایمان پر ہر چار طرف سے ڈاکے پڑ رہے ہیں گھر بازار اور محلات سب جگہ ایمان کے لٹیرے موجود ہیں ایسے حالات میں ایمان کی حفاظت ایک اہم کام ہے اس لئے ہمیں ہر موقع پر اس کا خیال رکھنا ضروری ہے آیت کریمہ میں اللہ سے ڈرنے کا حکم ہے کہ ایسے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کو تشویش ہوئی کہ یہ کس کے بس کی بات ہے کہ اللہ سے ایسا ڈرے جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اس پر اللہ عز وجل نے آسانی فرمائی اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ اللہ سے اپنی حسب استطاعت ڈرو ۔دیکھئے اسمیں ہم جیسے کمزور لوگوں کیلئے آسانی کی راہ حق تعالیٰ شانہ نے پیدا فرمائی یہ اس کا کس قدر کرم و احسان ہے ۔

محترم حضرات ! ایک جگہ پر حق تعالیٰ نے تقویٰ کی تاکید فرماتے ہوئے حکم دیا کہ تم لوگ سچے لوگوں کے ساتھ رہو معلوم ہوا کہ تقویٰ ہی کا یہ اثر ہے کہ آدمی سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے اب سوال پیدا ہوا ہے کہ سچے لوگ کون ہیں ان کی کیا صفات ہیں قرآن کریم میں ایک دوسری آیت سے اس کی تفصیل معلوم ہوتی ہے حق جل مجدہ کا ارشاد ہے کہ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ

تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَآتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّائِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ اس ارشاد کا مفہوم ہے کہ بھلائی صرف اسی میں منحصر نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو بلکہ کامل بھلائی والا شخص وہ ہے جو کہ اللہ اور آخرت کے دن پر اور ملائکہ، کتاب اور نبیوں پر ایمان رکھے۔ (۲) مال کی محبت کے باوجود اس کو رشتہ داروں، یتامیٰ، مساکین، مسافروں اور سوال کرنے والوں اور گردنوں کے آزاد کرانے میں خرچ کرے۔ (۳) نماز قائم کرے۔ (۴) زکوۃ ادا کرے۔ (۵) عہد کر کے اس کو پورا کرے۔ (۶) تنگی اور فراخی میں صابر رہے ایسے ہی لڑائی کے موقع پر ثابت قدم رہے۔

جن لوگوں کے اندر یہ صفات ہوں وہی صادقین اور متقین کہلانے کے مستحق ہیں۔ ایک اور جگہ حق تعالیٰ شانہ نے تقوی کا ثمرہ اور نتیجہ ذکر فرمایا ہے کہ تقوی کی بنیاد پر تم کو غلبہ اور حجت حاصل ہوگی، تمہاری سیئات دور ہوں گی اور اللہ تم کو بخش دیگا ایک جگہ پر حق تعالیٰ شانہ نے تقوی کا حکم دیتے ہوئے سود کے چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے معلوم ہوا کہ متقی شخص سودی کاروبار نہیں

کرتا ہے ایک جگہ پر تقوی کا حکم دیتے ہوئے آخرت کے دن سے ڈرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے مراد یہ ہے کہ متقی کی صفت آخرت سے ڈرنا ہے۔ ایک آیت میں متقین کے لئے تنگی سے نکلنے کی بشارت اور بے گمان رزق کا وعدہ فرمایا گیا ہے ایک آیت میں دشمنوں پر غلبہ اور کامیابی کا مدار جہاں آلاتِ جہاد کی فراہمی کو بتلایا گیا ہے وہیں پر تقویٰ کی بھی شرط لگائی گئی ہے معلوم ہوا کہ تقوی مؤمن کے لئے ہتھیار ہے۔ ایک جگہ پر متقین کے لئے ہمیشگی کے باغات کی بشارت سنائی گئی ہے ایک آیت میں اہل تقوی کا انجام ذکر فرماتے ہوئے کہا گیا ہے کہ متقین حضرات آخرت کے دن سایوں میں رہینگے اور چشموں سے اپنی پیاس بجھائینگے انکو کھانے پینے کی عام اجازت ہوگی کہ یہ زود ہضم اور خوش گوار رزق تمہارے اعمال کا بدلہ ہے۔

محترم حضرات! تقوی کے فضائل اور فوائد بے شمار ہیں مگر ہم جیسے لوگ اپنے اندر یہ صفت پیدا کرنے سے غافل ہیں ضرورت ہے کہ ہر مسلمان اس صفت سے متصف ہو حق تعالی شانہ مجھے بھی اور آپکو بھی تقوی اختیار کرنے اور شریعت پر چلنے والا بنادیں۔ آمین

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

☆☆☆

خطبہ نمبر (۸)

فضائلِ توبہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْآخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَایَخْرُجُ مِنْھَاوَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَاوَھُوَالرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُوَنَشْھَدُاَنْ لَااِلٰہَ اَلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَاوَمَوْلَا نَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَنَذِیْرًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَاتِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا .اَمَّا بَعْدُ اَیُّھَا النَّاسُ عَلَیْکُمْ بِالتَّوْبَۃِ مِنَ الْمَعَاصِیْ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ یَوْمَ لَا یُخْزِیْ اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْامَعَہٗ وَقَالَ تَعَالٰی قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُالذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّأْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ .وَقَالَ تَعَالٰی وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّہٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا وَقَالَ تَعَالٰی اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ

لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُوْلٰئِکَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْماً حَكِيْماً وَقَالَ تَعَالٰى وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئَاتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُوْلٰئِکَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَاباً اَلِيْماً وَقَالَ تَعَالٰى وَهُوَ الَّذِىْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّئَاتِ وَقَالَ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ،وَقَالَ تَعَالٰى حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ،غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ. وَقَالَ تَعَالٰى فِىْ مَدْحِ الْمُؤْمِنِيْنَ التَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقَالَ تَعَالٰى اِنِّى اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وقَالَ تَعَالٰى فِىْ قِصَّةِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامِ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْلِىْ فَغَفَرَلَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَقَالَ تَعَالٰى فِىْ قِصَّةِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ .بَارَکَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِىْ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ. وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِکٌ بَرٌّرَؤُفٌ رَحِيْمٌ.

☆☆☆

تقریر نمبر (۸)

فضائلِ توبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ۔

محترم حضرات! یہ بات کسی فرد و بشر پر مخفی نہیں ہے کہ انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے اسی لئے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ ہر انسان خاطی اور قصوروار ہے جس کی طرف ایک حدیث میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اے بنی آدم تم میں ہر شخص خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہے جو خطا کے بعد توبہ کرلے۔ چوں کہ یہ بات تکلیف مالا یطاق کے قبیل سے ہوتی کہ آدمی کی خطاء سے درگزر کا کوئی راستہ نہ ہوتا مگر حق تعالیٰ شانہ جو بندہ کا خالق و مالک ہے انسانی فطرت بھی اسی کی تخلیق کردہ ہے وہ جانتا ہے کہ بندہ سے خطا ضروری ہوگی اسے اپنے رحم و کرم سے عفو کا دروازہ بھی کھول دیا کہ بندہ اگر توبہ کرے گا تو حق تعالیٰ شانہ اس کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں گے اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ توبہ کا حکم بھی فرمایا کہ اے ایمان والو! تم اللہ کی طرف صدق دل سے رجوع ہو جاؤ اس امید پر کہ تمہارا رب تمہاری برائیوں کو دور فرمادے اور آخرت میں تم کو ایسے باغات میں داخل فرمائے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اب آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ توبہ کس چیز کا نام ہے کیا

زبان سے صرف ''اللہ میری توبہ'' کہہ لینا توبہ ہے نہیں بلکہ توبہ کی حقیقت تین چیزیں ہیں (۱) جس غلط کام میں انسان مبتلا ہے اس سے فوراً رک جائے (۲) اس عمل پر ندامت ہو (۳) آئندہ غلطی نہ کرنے کا عزم کرے۔ کبھی کبھی انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم ایک مرتبہ توبہ کر لیتے ہیں تو بعد میں اسی گناہ کو یا کسی دوسرے گناہ کو کر لیتے ہیں تو ہمارا رب ہماری توبہ کب تک قبول کرتا رہے گا سو محترم دوستو یہ شیطانی خیال ہے وہ اس طرح کا پاکیزہ تصور انسان کے سامنے پیش کر کے اسکو مایوسی کا شکار کرنا چاہتا ہے کہ انسان توبہ سے رک جائے۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے بلکہ انسان پر لازم ہے کہ قصداً گناہ کا ارتکاب نہ کرے لیکن اگر سہواً انسان سے گناہ ہو جائے تو فوراً حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے۔ خود حق جل مجدہٗ کا ارشاد ہے کہ بخشنا اور رحم کرنا اسی کی خاص صفت ہے۔ توبہ اعتراف جرم کا نام ہے جب بندہ حق تعالیٰ شانہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہے تو اللہ رب العزت اس سے خوش ہوتے ہیں اور فرشتوں سے فرماتے ہیں دیکھو میرا بندہ میرے سامنے توبہ کر رہا ہے وہ جانتا ہے کہ میرے علاوہ کوئی اس کے گناہ بخشنے والا نہیں ہے تم گواہ رہو میں نے اس کے جرم کو معاف کر دیا مگر شرط یہ ہے کہ گناہ کا صدور جہالت و نادانی کی وجہ سے ہوا ہو، اور بندہ نے فوراً ہی توبہ کر لی ہو چنانچہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو برائی کے کام جہالت و نادانی کیوجہ سے کر لیں اور پھر فوراً ہی انکو اپنے کئے پر ندامت ہو جائے تو ایسے لوگوں کی اللہ جل شانہ توبہ قبول فرمالیتے ہیں اس

کے برخلاف وہ لوگ جو برابر گناہ کیئے جائیں انہیں اپنے کیئے پر ندامت نہ ہو اور جب ان کی نزع کا وقت ہو تو اس وقت توبہ کریں ان کی توبہ حق تعالیٰ شانہ قبول نہیں فرماتے ہیں نہ ہی اس وقت کا ایمان قبول ہوتا ہے چونکہ بوقت نزع بعض اخروی امور کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے عالم برزخ کے حالات منکشف ہو جاتے ہیں تو وہ ایمان بالغیب نہیں رہتا جس کا قرآن نے مطالبہ کیا ہے بلکہ ایمان بالمشاہدہ ہو جاتا ہے جو غیر معتبر ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد ہے کہ ہم نے ان کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے قرآن کریم میں توبہ قبول کرنا حق جل مجدہ' کی صفت قرار دی گئی ہے کہ اللہ ہی کی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور سیئات سے درگذر کرتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتے ہیں جب تک کہ غرغرہ کی حالت نہ ہو حق تعالیٰ شانہ کو اپنے اس بندہ پر پیار آتا ہے جو اپنی جبینِ نیاز کو اللہ کے سامنے ڈال کر یا اللہ یا اللہ کہہ کر پکارتا ہے جس طرح نافرمان اولاد پر معافی طلب کرنے پر ماں باپ کو پیار آجاتا ہے اور اس کی برسوں کی خطائیں معاف کردیتے ہیں یوں سمجھئے کہ سردی کے موسم میں باپ کو اپنے بیٹے کی نافرمانی وسرکشی پر غصہ آرہا ہو اور باپ برہنہ کر کے اپنے بیٹے کو گھر سے باہر نکالدے کچھ دیر تک تو باپ غصہ کی وجہ سے پیار کو ضبط کیئے رہتا ہے مگر جوں جوں شام ہونی شروع ہوتی ہے باپ کا دل بے چین ہونے لگتا ہے ماں کا دل تو پہلے ہی سے بے چین رہتا ہے مگر اب باپ کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ بیٹا حاضر ہو کر اگر معافی چاہے تو میں اس کو معاف

کر دوں مگر زبان سے اس بات کا اظہار نہیں کرتا جب ذرا سی آہٹ باہر سے سنتا ہے تو خیال ہوتا ہے کہ شاید بیٹا آ گیا ہے مگر وہ نہیں آتا باپ کی بے چینی اور بڑھتی رہتی ہے رات کے کسی وقت میں باہر جھانک کر دیکھتا ہے تو نظر آتا ہے کہ بیٹا دروازہ پر برہنہ پڑا ہوا ہے آہستہ سے دروازہ کھولتا ہے اور بیٹے کو پکڑ کر زبردستی اندر کمرہ میں لاکر لٹا دیتا ہے اور اسکے معافی چاہے بغیر ہی اس قسم کی باتیں شروع کر دیتا ہے کہ اگر میں نے تجھے معاف کر دیا آئندہ تو ایسی حرکت نہیں کریگا۔ اللہ رب العزت تو ارحم الراحمین ہیں ان کو اپنے بندوں پر باپ کے اپنے بیٹے سے زیادہ محبت وشفقت ہے۔ وہ بندہ جو معاصی کا مرتکب ہے وہ بعینہٖ اس نافرمان لڑکے کی طرح ہے جس کو باپ نے اپنے گھر سے باہر نکالدیا ہے اس بندہ پر بھی حق تعالیٰ نے خیر اور بھلائی کی راہیں بند کر دی ہیں مگر جب یہ خدا کے حضور میں آکر اپنے جرم کا اعتراف کرتا ہے تو حق تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اللہ رب العزت اس کو اپنی آغوش میں لے لیتے ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تلاطم ڈالدیتے ہیں خدا کے بحر رحمت میں
گناہوں کی ندامت سے جو دو آنسو ٹپکتے ہیں

حق تعالیٰ شانہ ہم کو بھی توبہ کرنے والا اور اس پر قائم رہنے والا بنائے آمین بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

☆☆☆

خطبہ نمبر(۹)

فضائل اعمال صالحہ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰئِكَةِ رُسُلاً اُوْلِیْ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ . مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلاَ مُمْسِکَ لَهَا وَمَا یُمْسِکْ فَلاَ مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَنَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَاتِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً اَمَّا بَعْدُ اَیُّهَا النَّاسُ عَلَیْکُمْ بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَالَ یٰاَیُّهَاالرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً وقَالَ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰی وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤمِنٌ فَلاَ یَخَافُ ظُلْماً وَّلاَ هَضْماً .وَقَالَ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلاً وَقَالَ تَعَالٰی فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلاَ یُشْرِکْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَداً. وَقَالَ تَعَالٰی وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا

الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَقَالَ تَعَالیٰ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ. وَقَالَ تَعَالیٰ قَدْ اَفْلَحَ الْمُومِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَا تِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكوٰةِ فَاعِلُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ. اِلَّا عَلیٰ اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ. فَمَنِ ابْتَغیٰ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ. وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمَانٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلیٰ صَلَوَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ اُوْلٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ. اَلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ وَقَالَ تَعَالیٰ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰی وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی بَلْ تُوثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی وَقَالَ تَعَالیٰ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ عَلَی الْاَرَائِكِ یَنْظُرُوْنَ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَفِیْ ذَالِكَ فَلْیَتَنَا فَسِ الْمُتَنَا فِسُوْنَ. وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ عَیْناً یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ. وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمْ بِالْآیَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ اِنَّهٗ تَعَالیٰ جَوَادٌ كَرِیْمٌ مَلِكٌ بَرٌّرَّؤُفٌ رَحِیْمٌ.

☆☆☆

تقریر نمبر(۹)

فضائلِ اعمال صالحہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ.

محترم حضرات! ہم اور آپ پر یہ حق تعالیٰ شانہ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایمان و اسلام جیسی بیش قیمت دولت سے نوازا، اس سے قبل ہم پر یہ احسان فرمایا کہ ہمیں انسان بنایا اور اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔

آدمیت دادہ ای بازم مسلمان کردہ ای
اے خدا قرباں شوم احسان باحسان کردہ ای
آدمیت سے نوازا پھر مسلمان کردیا
اے خدا قرباں تیرے احسان پہ احسان کردیا

اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس ایمان و اسلام کی حفاظت کریں حق تعالیٰ شانہٗ نے اسی بات کا ہم سے مطالبہ کیا ہے وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ کہ تمہاری موت اسلام میں آنی چاہئے۔ اب آپ پوچھیں گے کہ اسلام کی حفاظت کیسے کی جائے سو اس کے لئے اللہ رب العزت نے ہم

پر اور آپ پر کچھ فرائض رکھے ہیں جن کے بجالانے سے ایمان کی حفاظت اور اس میں کمال ایمان پیدا ہوتا ہے اگر کوئی مسلمان دعویٰ اسلام کے باوجود ان فرائض واعمال کو پورا نہیں کرتا تو سمجھا جائے گا کہ وہ کامل مسلمان نہیں ہے بلکہ اسکا مذاق اڑایا جائے گا جیسے کوئی شخص کسی دوکان پر کریانہ مرچینٹ کا بورڈ لگا کر بیٹھا ہو اور کوئی آدمی اس سے آکر آٹا، دال، نمک، مصالحہ مانگے اور وہ سب کے جواب میں یہ کہے کہ یہ چیزیں تو نہیں ہیں تو آپ کیا کہیں گے کہ پھر بورڈ کریانہ مرچینٹ کا کس لئے لگایا ہے آپ اسکا مذاق اڑائیں گے کہ آپ کی دوکان تو بہت خوب ہے، بعینہٖ وہ مسلمان جو نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے زکوۃ وحج فرض ہونے کے باوجود ادا نہ کرے تو آپ کہیں گے کہ بھائی پھر تو مسلمان کیسا ہے اس لئے ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کا بجالانا ضروری قرار دیا گیا ہے اور محض یہی نہیں کہ بس یہ ایک فریضہ کی ادائیگی کے طور پر ہے بلکہ اس پر حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے وعدے بھی کیئے گئے ہیں فرمایا گیا ہے کہ جو مرد عورت نیک اعمال کرے گا ہم اس کو پاکیزہ اور بہترین زندگی عطاء کریں گے اور اس کے اچھے اعمال کا بہترین صلہ اور بدلہ دیں گے جس طرح اعمال صالحہ کے بجالانے کا حکم ایک عام انسان کو ہے اسی طرح حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی اعمال کے بجالانے کا مکلّف بنایا گیا ہے اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ اے رسولو! تم پاکیزہ اور حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو اسی سے اندازہ لگایئے کہ عام آدمی کے حق میں اعمال صالحہ کس

قدر ضروری ہیں۔ اعمال صالحہ پر ایمان کی تکمیل موقوف ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے اس مؤمن کیلئے جو اعمال صالحہ اختیار کرتا ہے بشارت سناتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا بلکہ اس کو اسکے اعمال کا کافی وافی بدلہ دیا جائیگا۔ ایک دوسری آیت میں ایمان اور عمل صالحہ پر جنت الفردوس کا وعدہ فرمایا گیا ہے کہ وہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ان کے لئے میزبانی کی جگہ ہوگی جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے منتقل ہونا نہیں چاہیں گے۔ ایک آیت میں فرمایا گیا ہے کہ وہ شخص جس کو اپنے رب سے ملاقات کا یقین ہے کہ آخرت میں حق تعالیٰ کے حضور میں ضرور جانا ہے اس کو چاہئے کہ وہ اعمال صالحہ کو بجالائے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ معلوم ہوا کہ مؤمن کی پہچان اعمال صالحہ سے ہوتی ہے چونکہ اپنے رب کی ملاقات کا یقین اور آخرت کا فکر ایک مؤمن ہی کو ہوتا ہے ایک جگہ پر اللہ رب العزت نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو خسارہ اور گھاٹے سے باہر ہیں فرمایا کہ تمام انسان خسارہ اور گھاٹے میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق پر قائم رہنے کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو اعمال پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اعمال مذکورہ کے بغیر آدمی پورے طور پر خسارہ سے نہیں نکلتا اگر صرف ایمان رکھتا ہے عمل صالح نہیں کرتا تو وہ اگر چہ کامل خسارہ میں نہیں ہے مگر کامل طور پر خسارہ سے نکلنے والا بھی نہیں ہے۔

محترم حضرات! ایک اور جگہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین سانچہ میں ڈھالا ہے پھر ہم اسکو اسفل سافلین میں لوٹا دیں گے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ایمان قبول کیا اور نیک عمل کیے کہ انکے لیے ختم نہ ہونے والا ہمیشہ باقی رہنے والا اجر ہوگا اس آیت میں جہنم سے خلاصی کو ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ پر بھی موقوف رکھا گیا ہے معلوم ہوا کہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بھی ایمان کی طرح ضروری ہیں ایک آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے فلاح یاب مؤمنین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مؤمنین فلاح اور کامیابی سے ہم کنار ہوں گے، جو درج ذیل اعمال کو بجالائیں گے۔ (۱) جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرنے والے ہوں اس میں ظاہری جسم اور باطن یعنی قلب ہر قسم کا خشوع داخل ہے۔ (۲) وہ لوگ جو لغو اور بے کار امور سے احتراز کرتے ہوں۔ (۳) وہ لوگ جو زکوۃ دیتے ہوں۔ (۴) وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھتے ہوں، یعنی زنا وغیرہ سے بچتے ہوں۔ (۵) جو اپنی امانتوں کا اور عہدوں کا پاس اور لحاظ رکھتے ہوں۔ (۶) جو اپنی گواہی پر قائم ہوں۔ (۷) جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہوں۔ یہ جماعت کامیاب ہے اور یہی حضرات فردوس کے وارث ہوں گے جس میں ہمیشہ رہیں گے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ اعمال صالحہ بجالانے والے لوگوں کو قرآن کی اصطلاح میں ابرار کہا گیا اور ان کا انجام ذکر کیا گیا ہے کہ ابرار (اعمال صالحہ) بجالانے والے افراد

آخرت کے دن نعمتوں میں رہیں گے۔

محترم دوستو! قرآنی نصوص سے اعمال صالحہ کی فضیلت اور ضرورت معلوم ہوتی ہے آج ہم ہیں کہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنے کو مؤمن کہتے ہیں اور جنت کا وارث سمجھتے ہیں جبکہ قرآن کہتا ہے کہ جنت ان مؤمنین کی میراث ہے جو اعمال صالحہ کو بھی انجام دیتے ہوں اس لئے ہم عہد کریں کہ اعمال صالحہ کو ترک نہیں کریں گے اعمال سیئہ سے بالکلیہ گریز اور اجتناب کریں گے اللہ جل شانہ ہم کو توفیق عطا فرمائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

☆☆☆

☆☆

☆

خطبہ نمبر (۱۰)

فضائلِ علم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ تبارک وتعالیٰ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْراً اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَداً وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِیْ الْمُلْکِ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْیٍٔ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْراً وَنَشْهَدُاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِیْراًوَّنَذِیْراً وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً کَثِیْراً. اَمَّابَعْدُ! اَیُّهَاالنَّاسُ اُطْلُبُواالْعِلْمَ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لِنَبِیِّهٖ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْوَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ وَقَالَ تَعَالٰی اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ وَقَالَ اَیْضاًوَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی الْمَلَائِکَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ قَالُوا سُبْحَانَکَ لَاعِلْمَ لَنَا اِلَّامَاعَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ. وَقَالَ تَعَالٰی وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً وَقَالَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْماً. وَقَالَ تَعَالٰی قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ

لايَعْلَمُوْنَ ۔اِنَّمَا يَتَذَكَّرُاُولُوْالاَلْبَابِ.وَقَالَ تَعَالىٰ هُوَالَّذِىْ بَعَثَ فِىْ الْاُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْامِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ وَقَالَ تَعَالىٰ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَوَمَا يَنْبَغِىْ لَهٗ وَقَالَ تَعَالىٰ اِنِّى اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ.وَقَالَ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَقَالَ تَعَالىٰ قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِى نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّامَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَامَسَّنِىَ السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّوْمِنُوْنَ.وَقَالَ تَعَالىٰ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِىْ الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا.وَّمَاتَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ وَقَالَ تَعَالىٰ هُوَالَّذِىْ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ.وَقَالَ تَعَالىٰ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ.بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِىْ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ.وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالىٰ جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌرَّؤُفٌ رَحِيْمٌ.

☆☆☆

☆☆

☆

تقریر نمبر (۱۰)

فضائل علم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ آیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمِ۔

محترم سامعین کرام!...... میں نے اس وقت جو آیت تلاوت کی ہے اس میں حق تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ،انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیت تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور کتاب وحکمت یعنی سنت کی تعلیم دیتا ہے اس آیت کریمہ میں جناب رسول ﷺ کے مقصد بعثت کو ذکر کیا گیا ہے وہ ہے تعلیم کتاب وحکمت چونکہ جس قوم اور جس خطہ میں آپ پیدا ہوئے وہ جاہل اور بے علم لوگ تھے آپ ﷺ نے تشریف لا کر ان کو علم کے زیور سے آراستہ کیا چونکہ علم کے بغیر کسی قوم کا وجود زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہ سکتا ایسی قوم سے عزت سلب ہو جاتی ہے معاشرہ میں اس قوم کا کوئی معیار اور مقام نہیں ہوتا رسالت مآب ﷺ نے خود اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اِنِّیْ بُعِثْتُ مُعَلِّماً کی مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے ایک موقع پر ارشاد فرمایا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ کہ

میری بعثت مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے ہوئی ہے۔

محترم حضرات! واقعہ یہ ہے کہ انسانی شرافت وعظمت کا مدار علم ہی پر ہے اسی کی بدولت حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ہوئے حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کی موجودگی میں چیزوں کے نام سکھلائے پھر ملائکہ سے معلوم کیا کہ ان چیزوں کے نام بتلاؤ وہ سب عاجز ہو کر کہنے لگے سُبْحَانَکَ لَاعِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۔ اے پروردگار عالم تیری شان پاک ہے، ہم کو تو صرف اسی چیز کا علم ہوتا ہے جو آپ ہم کو سکھلاتے ہیں آپ ہی جاننے والے اور حکمت والے ہیں۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام سے ان چیزوں کے نام معلوم کئے گئے حضرت آدم علیہ السلام نے ان چیزوں کے نام بتلادئے یہ حضرت آدم علیہ السلام کا ملائکہ کے اوپر شرف ظاہر ہوا اور ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا گویا علم انسانی وجہ شرافت قرار پایا، نبی پاک ﷺ پر سب سے پہلی وحی غار حراء میں اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ نازل ہوئی کہ آپ اپنے رب کے نام سے پڑھئے میرے آقاء نے جواب میں عرض کیا ما انا بقاری کہ میں پڑھنا نہیں جانتا، حضرت جبرئیلؑ نے بحکم رب اپنے سینے سے لگایا اور پھر کہا اقراء آپ نے پھر جواب میں فرمایا ما انا بقاری یہی صورت حال تین مرتبہ پیش آئی پھر آپ نے پڑھنا شروع کیا ایک دوسری آیت میں جناب رسول ﷺ کو علم سکھانے کو بطور امتنان واحسان ذکر کیا گیا ہے کہ رحمٰن نے قرآن سکھلایا اس نے انسانیت کی جان جناب رسول اللہ ﷺ کو پیدا کر کے بیان سکھلایا چونکہ آپ قرآن کریم کے احکام کی وضاحت اور بیان ہی کیلئے دنیا میں مبعوث ہوئے آپ ﷺ پر قرآن کریم کا نزول ہی بیان

کے لئے ہوا ہے فرمایا گیا وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ کہ ہم نے آپ کی طرف قرآن اتارا تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کریں۔ ایک اور جگہ پر اللہ رب العزت نے حضرت خضر علیہ السلام پر احسان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے انکو علم لدنی عطاء کیا تھا۔ خود جناب رسول اللہ ﷺ کو علم میں اضافہ کی درخواست کی تلقین فرمائی گئی کہ آپ یوں دعاء مانگا کیجئے اے میرے پروردگار میرے علم کو اور بڑھادے۔ ایک آیت میں غیر ضروری اور غیر مفید علم کی جناب رسول اللہ ﷺ سے نفی فرمائی گئی کہ ہم نے آپکو علم شعر نہیں سکھلایا چونکہ وہ آپ کی شان نبوت کے لائق نہ تھا۔ اسی کے ساتھ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے لئے علم غیب کا اثبات فرمایا کہ میں ہی آسمان اور زمین کی تمام پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہوں میں ان تمام امور کو جانتا ہوں جن کو تم لوگ ظاہر کرتے ہو اور ان چیزوں کو بھی جانتا ہوں جن کو تم پوشیدہ رکھتے ہو یعنی دلوں کے رازوں سے بھی میں واقف ہوں۔ معلوم ہوا کہ علم غیب کلی حق تعالیٰ کی صفت ہے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو صرف ان غیبوں کا علم دیا جاتا ہے جو شانِ نبوت کے متعلق ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا علم دوسرے تمام انسانوں سے زیادہ ہوتا ہے اور جناب نبی کریم ﷺ کا علم بحیثیت خاتم النبیین ہونے کے بشمول انبیاء تمام انسانوں سے زیادہ ہے مگر یہ کہنا کہ آپ کو علم غیب کلی حاصل تھا سراسر غلط ہے چونکہ علی الاطلاق عالم الغیب ہونا یہ حق تعالیٰ کا خاصہ ہے اس لئے جناب رسالت مآب ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ صاف لفظوں میں فرما دیجئے کہ میں اپنے نفس کے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں اور اگر میں غیب کی سب بات جانتا تو تمام خیر اپنے لئے جمع کر لیتا۔

اور مجھے کبھی کوئی رنج وغم نہ پہونچتا۔ مثال کے طور پر غیب کے علموں میں سے ایک قیامت کا علم بھی ہے جس کا پتہ حق تعالیٰ نے نہ کسی نبی کو دیا اور نہ کسی ولی کو دیا فرمایا کہ قیامت آنے والی ہے جس کو میں نے پوشیدہ رکھا ہے۔ ایک جگہ پر علم کی خاصیت اور تاثیر ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اللہ سے خشیت رکھنے والے اس کے بندوں میں سے علماء ہوتے ہیں معلوم ہوا کہ علم کا خاصہ خشیت الٰہی ہے ایک موقع پر فرمایا گیا کہ اے محمد ﷺ آپ فرما دیجئے کہ علم اور بے علم برابر نہیں ہو سکتے۔ آپ اندازہ لگائیں جس قوم اور امت کا نبی معلم ہو کیا وہ قوم علم سے عاری ہو سکتی ہے ہرگز نہیں مگر آج جب ہم اپنے معاشرہ کا جائزہ لیتے ہیں تو مسلمان قوم کا شمار ناخواندہ اقوام میں ہوتا ہے نہ قوم کا رجحان اسلام کی تعلیمات کی طرف ہے نہ ہی اس کا رخ دینوی اور عصری علوم کی طرف ہے آج قوم مسلم کی پستی اور زوال وانحطاط کا واحد سبب علم سے دوری ہے آپسی نفاق جہالت اور ناخواندگی کی وجہ سے ہے، خدارا اپنی حالت پر غور کیجئے رحم کھائے خود کو اور اپنی اولاد کو قرآن وحدیث کا علم ضرور سکھایئے ورنہ وہ وقت دور نہیں جب صفحۂ ہستی سے یہ قوم ناپید ہو جائے گی آج دنیا کہاں سے کہاں پہونچ گئی مگر ہم نے ابتک اپنی منزل بھی متعین نہیں کی ہے۔ کسی نے کہا ہے ؂

نہ سمجھوگے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانوں
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

دعاء ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنی حالت میں تغیر لانے اور درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

خطبہ نمبر (۱۱)

فضائل صبر و شکر

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ تَعَالیٰ وَتَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. نِ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً. وَّھُوَالْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ. نِالَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ طِبَاقاً. مَّا تَرٰی فِی خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ. فَارْجِعِ الْبَصَرَ ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ اَرْسَلَہٗ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً بَشِیْراً وَّنَذِیْراً وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَاتِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْراً اَمَّا بَعْدُ اَیُّھَا النَّاسُ عَلَیْکُمْ بِالصَّبْرِ فَاِنَّ الصَّبْرَ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَاتَحْزَنْ عَلَیْھِمْ وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِمَّا یَمْکُرُوْنَ. اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُحْسِنُوْنَ وَقَالَ تَعَالیٰ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَا اَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلوٰۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ. وَقَالَ تَعَالیٰ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ. اَلَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ

مُصِيبَةٌ قَالُوا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اُوْلٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ وَقَالَ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ صَبَرُوْا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ وَالسَّيِّئَةِ اُوْلٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ. وَقَالَ تَعَالٰى فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰى لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ. وَقَالَ تَعَالٰى اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ. وَقَالَ تَعَالٰى وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ وَقَالَ تَعَالٰى مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِراً عَلِيْماً. بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ. وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ.

☆☆☆

☆☆

☆

تقریر نمبر (۱۱)

فضائل صبر و شکر

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عُقْبَی الدَّارِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

محترم سامعین! ہر انسان دنیا میں آنے کے بعد دو حالتوں میں مبتلا ہوتا ہے کبھی اس کے اوپر خوشگوار حالات آتے ہیں مثلاً اولاد کا پیدا ہونا۔ مال کا حاصل ہونا۔ کوئی نعمت غیر مترقبہ مل جانا۔ مکان کی نعمت حاصل ہوجانا۔ عزت اور کوئی عہدہ مل جانا۔ علم کی دولت سے مالا مال ہوجانا وغیرہ وغیرہ اور کبھی انسان پر ناخوشگوار اور رنج وغم کے حالات آتے ہیں مثلاً اپنے اعزاء واقارب میں کسی کی موت ہوجانا۔ تنگدستی میں مبتلا ہونا۔ بیمار ہونا۔ حسد میں مبتلا ہونا۔ دشمنوں کی دشمنی کا شکار ہوجانا وغیرہ کوئی بھی فرد و بشر ان دونوں قسم کے حالات سے علیحدہ نہیں ہوسکتا ۔اب انسان ان حالات میں کیا کرے۔ اسلام ایک ایسا آفاقی مذہب اور معتدل دین ہے جس میں پیش آمدہ تمام حالات کیلئے ہدایات موجود ہیں قرآن کریم کے مطالعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا

ہے کہ اچھے اور خوشگوار حالات میں ہم پر شکر لازم ہے اور ناپسندیدہ حالات میں ہم پر صبر ضروری ہے۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ پر ابتداء میں تکلیف دہ اور ناخوشگوار حالات آئے تو حق جل مجدہ نے صبر کی تلقین فرمائی کہ آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا اللہ کی ذات کی طرف سے ہے دشمنوں اور اسلام مخالف طاقتوں کی باتوں سے اور ان کی شرارتوں سے غم نہ کیجئے اور نہ اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس کیجئے ایک موقع پر ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ رب العزت صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ناخوشگوار حالات سے وہی لوگ عموماً دو چار ہوتے ہیں جس کا رشتہ اللہ عزوجل سے مضبوط ہو جاتا ہے انہیں کو آزمایا جاتا ہے پرکھا جاتا ہے چونکہ اچھے حالات میں تو ہر کوئی دعویٰ محبت و تعلق کرتا ہے ایسا کون ہے جو ابتلاء و آزمائش میں بھی دعویٰ محبت میں پورا اترے ایسی جماعت حضرات انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام اور اہل اللہ کی ہے جناب رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ سب سے زیادہ اور سخت آزمائش انبیاء کی ہوتی ہے پھر ان لوگوں کی ہوتی ہے جو اُن جیسے ہوتے ہیں اور ان کے طریقے پر چلتے ہیں پھر ان کی جو ان کی روش پر چلتے ہیں۔

حضرات علماء کرام نے لکھا ہے کہ صبر کی تین قسمیں ہیں

(۱) صبر علی الطاعة یعنی آدمی نیکی پر کاربند رہے۔

(۲) صبر عن المعصیة یعنی آدمی گناہوں سے دور رہے۔

(۳) صبر فی المصیبة کہ پریشانی میں خدا کے فیصلہ پر راضی رہے

جو آدمی تکلیف اور مصیبت کے وقت صبر سے کام نہیں لیتا اور جزع فزع کرتا ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس کو خدا کا فیصلہ منظور نہیں ہے۔ظاہر ہے کہ ایسا آدمی مؤمن نہیں ہو سکتا۔ محترم حضرات! صبر تو ترقی کا زینہ ہے جس کام کو انسان اپنی کوشش اور عمل سے حاصل نہیں کر سکتا وہ اس کو صبر کے ذریعہ حاصل ہو جاتا ہے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بعض دفعہ حق تعالیٰ شانہ کسی بندہ کے لئے اپنے یہاں کوئی مرتبہ اور مقام مقرر فرماتے ہیں مگر وہ اپنے عمل سے اس کو حاصل نہیں کر سکتا ہے تو اس پر ناخوشگوار حالات ڈال کر اس کو صبر کی توفیق بخشتے ہیں وہ صبر کرتا ہے اور اس مقام کو پالیتا ہے میں نے شروع میں جو قرآن کی آیت تلاوت کی ہے اس میں بھی حق تعالیٰ شانہ نے صبر کرنے والوں کیلئے جو رضاء الہٰی کی خاطر صبر کرتے ہیں عمدہ، دار آخرت کی بشارت سنائی ہے ایک اور جگہ پر مصائب و آلام کی صورت میں نماز جیسی عبادت کے ساتھ صبر سے مدد طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر کا مقام اور اس کا فائدہ نماز جیسا ہے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہم تمہاری آزمائش کریں گے خوف اور بھوک اور پھلوں کی کمی سے اور جانوروں کی کمی سے پھر فرمایا کہ قابل بشارت وہ لوگ ہیں جو ان حالات میں صبر سے کام لیں جب بھی ان کو کوئی حادثہ یا مصیبت پیش آئے تو رنج وغم کا اظہار یوں کریں انا للہ وانا الیہ راجعون کہ ہم اللہ ہی کی ملک ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہم کو لوٹ کر جانا ہے جن لوگوں کی یہ کیفیت ہو ان کیلئے اللہ کی عام اور خاص

رحمتیں ہیں اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں مولانا حالیؔ نے کیا خوب کہا ہے ۔

تو ہی مرض دے تو ہی دوا دے
تو ہی دوا دارو میں شفاء دے

خود ہی حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ ہم آزمائش کریں گے خود ہی آزمائش سے نمٹنے اور کامیاب ہونے کا گُر بتلا دیا کہ بندہ ان حالات میں صبر سے کام لے اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صبر نام ہے اللہ کے فیصلہ پر راضی رہنا اور اسکو دل سے قبول کرنا۔

محترم حضرات! جیسا کہ میں نے شروع میں ہی عرض کیا تھا کہ دوسری چیز ہے خوش گوار حالات انسان پر آنا ظاہر ہے کہ کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ جس پر یہ حالات نہ آتے ہوں ان حالات میں انسان پر شکر لازم ہے۔ شکر کے معنی ہیں ان حالات کو خدا کی طرف سے جان کر مزید حق تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں اپنے آپ کو لگانا صرف زبانی شکر کافی نہیں کہ بہترین کھانا کھایا اور کہہ دیا اللہ تیرا شکر ہے بلکہ اسی کے ساتھ قلب کی گہرائی سے اس نعمت کا معترف ہو شکر کا صلہ اور انعام حق تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں اور اپنی نعمتیں تم پر ظاہر کروں گا اور نعمت کا شکر انسان نہ بجالائے تو اس پر حق تعالیٰ شانہٗ کی پکڑ اور عذاب کی وعید ہے چونکہ ہم دنیا میں بھی دیکھتے ہیں کہ احسان فراموشی کی کم سے کم سزا آئندہ کے لئے محرومی ہوتی ہے۔ ایک آیت میں حق تعالیٰ نے اپنی صفت شکور ذکر فرمائی ہے کہ پروردگار عالم معاف کرنے والے اور شکر کی قدر کرنے والے ہیں اور اس کو

قبول کرنے والے ہیں ایک آیت میں ارشاد ہے شکر کا صلہ شکر گذار ہی کو ملتا ہے اس نے اللہ کا شکر ادا کر کے اس پر کوئی احسان نہیں کیا ہے بلکہ اپنے فرض کو ادا کیا ہے حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے بندوں کو شکر کا حکم دیا ہے اور اپنی ناشکری سے روکا ہے ایک اور آیت میں معذب قوموں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرتا اگر تم ایمان والے اور شکر گذار ہوتے بیشک اللہ تعالیٰ شکر کی قدر کرنے والا جاننے والا ہے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ ددوسری عبادات کی طرح سے ایک مؤمن پر صبر اور شکر بھی لازم ہے آج ہم لوگ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد کو تو عبادت سمجھتے ہیں مگر صبر وشکر کو ہم نے عبادت کی فہرست سے خارج کر رکھا ہے ہرگز نہیں صبر وشکر بھی ایک مؤمن کیلئے دوسری عبادات کی طرح فرض ہے بالفاظ دیگریوں سمجھئے کہ جنت کے دو ہی راستے ہیں۔صبر وشکر۔اور انسان کو یہی دو حالات پیش آتے ہیں تو بازی آپ کے ہاتھ میں ہے افسوس ہم نے ایک آسان عبادت کو جو جنت میں پہونچانے والی ہے چھوڑ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اس جرم کو معاف فرمائے اور ہمیں صبر وشکر کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

خطبہ نمبر (۱۲)

اطاعتِ والدین

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ تبارک و تعالیٰ اَلَّذِیْ جعَلَ فِیْ السَّمَاءِ بُرُوْجاً وَجعَلَ فِیْھَا سِرَاجاً وَقَمَراً مُّنِیْراً وَھُوَالَّذِیْ جعَلَ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَۃً لِّمَنْ اَرَادَاَنْ یَّذَّکَّرَاَوْاَرَادَ شُکُوْراً،وَنَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ الَّذِیْ اَرْسَلَہٗ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً بَشِیْراً وَّنَذِیْراً وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً کَثِیْراً اَمَّا بَعْدُ! یا اَیُّھَا النَّاسُ عَلَیْکُمْ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تبارک وَتعالیٰ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَاناً حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھاً وَّوَضَعَتْہُ کُرْھاً وَحَمْلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْراً وَقَالَ تَعَالیٰ وَقَضٰی رَبُّکَ اَنْ لاَّ تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْ ھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلاً کَرِیْماً وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْراً.وَقَالَ تَعَالیٰ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْناً وَاِنْ جَاھَدٰکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا

وَقَالَ تَعَالیٰ وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡهِ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ وَهۡنًا عَلٰی وَهۡنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیۡ عَامَیۡنِ اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیۡکَ اِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ وَاِنۡ جَاهَدٰکَ عَلٰی اَنۡ تُشۡرِکَ بِیۡ مَا لَیۡسَ لَکَ بِهٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَصَاحِبۡهُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفاً وَقَالَ تَعَالیٰ رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوةِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَاءَ رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابَ،وَ ذُکِرَ فِیۡ قِصَّةِ عِیۡسیٰ عَلَیۡهِ السَّلَامُ وَاَوۡصَانِیۡ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمۡتُ حَیّاً وَبَرًّا بِوَالِدَتِیۡ وَلَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّاراً شَقِیّاً وَقَالَ تَعَالیٰ یَا یَحۡییٰ خُذِالۡکِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَیۡنَاهُ الۡحُکۡمَ صَبِیّاً وَّحَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَزَکٰوةً وَکَانَ تَقِیّاً وَبَرًّا بِوَالِدَیۡهِ وَلَمۡ یَکُنۡ جَبَّاراً عَصِیّاً.رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحاً تَرۡضَاهُ وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصَّالِحِیۡنَ. بَارَکَ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمۡ فِی الۡقُرۡآنِ الۡعَظِیۡمِ.وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمۡ بِالۡآیَاتِ وَالذِّکۡرِ الۡحَکِیۡمِ اِنَّهٗ تَعَالیٰ جَوَادٌ کَرِیۡمٌ مَّلِکٌ بَرٌّرَؤُفٌ رَّحِیۡمٌ.

☆☆☆

☆☆

☆

تقریر نمبر (۱۲)

اطاعت والدین

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔

محترم حضرات! دنیا میں انسانی وجود اولاً خالق کائنات کی دین ہے دوسرے درجہ پر انسان کے وجود کا ظاہری ذریعہ اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے کہ اللہ جس چیز کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے لڑکی عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے ولڑکی دونوں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے دونوں سے محروم رکھتا ہے۔

معلوم ہوا کہ حقیقی موجد انسان کا اللہ رب العزت ہے ماں باپ صرف ایک ظاہری ذریعہ ہیں اور جس طرح اللہ کی عبادت بندے پر فرض ہے بعینہٖ اسی طرح ماں باپ کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور جائز امور میں ان کی اطاعت بندہ پر لازم ہے چنانچہ حق جل مجدہٗ نے ماں باپ کے حقوق کا ذکر اپنی عبادت کے ساتھ کیا ہے فرمایا گیا کہ تیرے رب نے حکم دیا ہے اللہ کے علاوہ کسی اور کی پرستش نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان اور خدمت

کا برتاؤ کرو۔ چونکہ حق تعالیٰ اور والدین دونوں ہی انسان کے وجود کا ذریعہ ہیں حق تعالیٰ حقیقی موجد ہیں اور والدین ظاہری سبب کے طور پر، اسلئے والدین کا حق اولاد پر بہت زیادہ ہے۔

ایک دوسری آیت میں والدین کے ساتھ احسان کا ذکر کرتے ہوئے اس کی علت اور وجہ بھی ارشاد فرمائی گئی کہ یہ حق اس لئے ہے کہ اس کی ماں نے زمانہ حمل میں تکلیف اٹھائی ہے اور مشقت وتکلیف کے ساتھ اس کو جنا ہے اور پھر اس کو ایک مدت تک دودھ پلانے کی مشقت برداشت کی ہے ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا یارسول اللہ! میرے احسان کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے آپنے فرمایا تیری ماں انھوں نے دوبارہ پھر یہی سوال کیا آپؐ نے پھر فرمایا تیری ماں! انھوں نے تیسری مرتبہ یہی سوال کیا آپؐ نے جواب میں پھر فرمایا تیری ماں! چوتھی مرتبہ ان صحابی کے سوال کے جواب میں آپؐ نے فرمایا تیرا باپ!

اس سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے چونکہ باپ کو تو اولاد کی تربیت وپرورش کی مشقت جھیلنی پڑتی ہے جب کہ ماں کو تین مشقتوں سے گذرنا ہوتا ہے اسلئے آپؐ نے تین مرتبہ اولاد کے احسان کا حقدار ماں کو قرار دیا یہ وہ ماں ہے جس نے اپنی راحت وآرام سب چھوڑ کر بچہ کے راحت وآرام کا ہمیشہ خیال رکھا ہے مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ باپ سے تو اولاد کسی قدر ڈرتی بھی ہے اس کا ادب واحترام بھی کسی درجہ میں کرتی ہے مگر

ماں کے ساتھ جو نازیبا سلوک عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے تو اس سے دل لرزنے لگتا ہے کہ یہ اسلام کا دعویٰ رکھنے والا مؤمن قرآن کی تلاوت کرنے والا یا کم ازکم اس پر ایمان رکھنے والا بندہ ماں کے حقوق کے سلسلہ میں کھلم کھلا قرآن کا انکار کرتا ہے۔ بہت افسوس کا مقام ہے رسالتِ مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا تیری ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور مسلمان جنت کو بازاروں میں، سڑکوں پر، گلیوں میں، ہوٹلوں میں، گندی جگہوں پر تلاش کرتا ہوا پھر رہا ہے یہ اپنی ماں کی خدمت کر کے کیوں جنت نہیں حاصل کر لیتا کیا اسکو اپنے پیغمبر کی بتلائی ہوئی بات میں شک ہے اگر واقعتاً شک ہے تو یہ بندہ مؤمن ہی نہیں ہوسکتا قرآنِ کریم پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اگر تمہارے ماں باپ بوڑھے ہوجائیں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے میں پہنچ جائے تو ان کو زبان سے اُف بھی نہ کہنا، ان کو دیکھ کر اپنے تیور نہ بدلنا، آنکھیں نہ چڑھانا، زبان میں تیزی نہ لانا، بلکہ ان سے دلجوئی والی گفتگو کرنا، اطاعت والی گفتگو کرنا، ان کے حضور میں اپنے آپ کو بچھا دینا ان پر رحم کھانا، اور اپنے رب سے یوں دعا کرنا۔ اے میرے پروردگار ان پر اسی طرح رحم فرما جیسا کہ انھوں نے بچپن میں رحم کے ساتھ میری پرورش کی ہے یعنی جب جب اپنے والدین کو دیکھے ان سے ملے تو اپنی ابتداء کا خیال کرنا والدین کی تربیت کو یاد کرنا آج یہ پانچ فٹ کا جوان جب بوڑھے ماں باپ کو دیکھتا ہے اور وہ کسی کام کے لئے آواز دیتے ہیں اتنے زور سے ''ہوں'' کہتا ہے کہ ماں

باپ کا کلیجہ پھٹ جاتا ہے۔

محترم حضرات! ماں باپ اگر مسلمان ہوں تب تو کیا ہی کہنا حق تعالیٰ کو یہ بھی گوارہ نہیں ہے کہ اولاد اپنے مشرک ماں باپ کو ستائے صرف اتنی اجازت ہے کہ مشرک ماں باپ اگر اولاد کو بھی شرک و کفر پر مجبور کریں تو اس میں ان کی اطاعت نہ کرے مگر دنیا میں ان کے ساتھ برابر بھلائی کرتا رہے آج کا دور ہمارے سامنے ہے ماں باپ نے بیٹے کو عصری اعلیٰ تعلیم دلائی، بیٹا کسی عہدہ پر فائز ہو گیا اس کیلئے ماں باپ کی خدمت عار اور شرم کی بات بن گئی کہ اتنا بڑا گریجویٹ ڈگری یافتہ شخص ماں باپ کی خدمت کرے، ماں باپ بیمار ہو جاتے ہیں، بیٹے کو اطلاع ہوتی ہے جواب ملتا ہے مجھے اس وقت ایک ضروری کام ہے پیسے کی فراوانی ہے بیٹا دیندار ہے تو کہتا ہے کسی نرسنگ ہوم میں داخل ہو جاؤ، نرسنگ ہوم فون کرتا ہے فلاں شہر فلاں محلہ میں دو ضعیف آدمی بیمار ہیں ان کو داخل کر لو حساب کا پیمنٹ میں کر دوں گا، دیکھو ان کی پوری دیکھ ریکھ کرنا یہ دیندار بیٹے کا حال ہے اور اگر دین سے لاتعلق ہو ماں باپ کے حقوق ہی نہیں جانتا تو فون ملنے پر جواب میں کہے گا رونگ نمبر اور فون رکھدیگا اس کے ماں باپ کا کلیجہ کیا کہے گا جس کو اس کا دیندار بیٹا دیکھنے تک نہ آئے اور اس بیٹے کے بارے میں اس کا تأثر کیا ہوگا جس نے رونگ نمبر کہہ کر فون رکھ دیا ہو، ماں باپ کی خدمت کے بغیر اور ان کا دل خوش کئے بغیر ہرگز ہرگز جنت کا حقدار نہیں ہوگا آپ ﷺ نے صاف طور پر اعلان فرمادیا کہ

جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے میرے رب نے اپنی والدہ کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا حکم دیا ہے جب پیغمبر اس سے مستثنیٰ نہیں تو کون مائی کا لال ہے جس پر ماں باپ کی اطاعت فرض نہ ہوئے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی صفت قرآن نے ذکر فرمائی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے تھے۔

کتب سیرت جناب رسول اللہ ﷺ کے اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہیں ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم کس زمرہ میں آتے ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ مجھے اور آپ سب کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

☆☆☆

☆☆

☆

خطبہ نمبر(۱)

نوٹ:۔عیدین کیلئے ہر خطبہ ثانیہ کے شروع میں پانچ یا سات مرتبہ تکبیر پڑھے،

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْد

خطبہ ثانیہ برائے جمعات وعیدین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى وَصَامَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ قَعَدَ وَقَامَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَاتِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ۔ خُصُوْصًا عَلٰى خَيْرِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيْقِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبِيْ بَكْرِ ن الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى مُزَيِّنِ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَانِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى مَظْهَرِ
الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ كَرَّمَ
اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَعَلَى السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشْرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَسَائِرِ
الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالتَّابِعِيْنَ الْاَبْرَارِ الْاَخْيَارِ اِلٰى يَوْمِ الْقَرَارِ
رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْمُسْلِمِيْنَ
بِالْاِمَامِ الْعَادِلِ وَالْخَيْرِ وَالطَّاعَاتِ وَاتِّبَاعِ سُنَنِ سَيِّدِ
الْمَوْجُوْدَاتِ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ وَاَنْصَارَهٗ وَاَذِلِّ الشِّرْكَ
وَاَشْرَارَهٗ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ آخِرَتَنَا خَيْرًا
مِّنَ الْاُوْلٰى. رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبُ
الدَّعْوَاتِ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَامِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَامِنْهُمْ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ
وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ،اُذْكُرُوااللّٰهَ الْعَلِيَّ
الْعَظِيْمِ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُاللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى
وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ.

☆☆☆

خطبہ نمبر (۲)

نوٹ:۔عیدین کیلئے ہر خطبہ ثانیہ کے شروع میں پانچ یا سات مرتبہ تکبیر پڑھے،
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد

خطبہ ثانیہ برائے جمعات وعیدین

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَاکُنَّالِنَھْتَدِیَ لَوْلَااَنْ ھَدَانَااللّٰہُ وَاَشْھَدُاَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ غَوٰی اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْاصَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًااَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَاَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ وَاَحْیَاھُمْ عُثْمَانُ وَاَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُنِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَاشَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَحَمْزَۃُ اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُرَسُوْلِہٖ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِہٖ مَغْفِرَۃً ظَاھِرَۃً وَبَاطِنَۃً لَّا تُغَادِرُذَنْبًا اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ عَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَخَیْرُاُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَافِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنَا

فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَافِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَ بَارِكْ لَنَا فِيمَا اَعْطَيْتَ وَقِنَا
شَرَّمَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِىْ وَلَايُقْضٰى عَلَيْكَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا
وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّالْاِسْلَامَ
وَالْمُسْلِمِيْنَ. وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ.وَاخْذُلِ
الْكَفَرَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ. اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ شَمْلَهُمْ اَللّٰهُمَّ فَرِّقْ جَمْعَهُمْ
اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَيْهِمْ بَاْسَكَ الَّذِىْ لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ
الْمُجْرِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ خُذْهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ رَبَّنَااغْفِرْلَنَا
وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا
لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ عِبَادَاللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ
اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِىْ الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ،اُذْكُرُوْااللّٰهَ
الْعَلِيَّ الْعَظِيْمَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُاللّٰهِ تَعَالٰى
اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ.

☆☆☆

☆☆

☆

نوٹ:۔ عیدین کیلئے ہر خطبہ ثانیہ کے شروع میں پانچ یا سات مرتبہ تکبیر پڑھے،

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد

الخطبة الثانية لِجَمِيعِ الخُطَبِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهٗ عِوَجًا. قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا. وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا. مَّالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ. اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا. اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ. يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا. سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ. ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ. كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ. وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا. وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

وَالَّـذِيْـنَ اتَّبَـعُـوْهُـمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ.وَاَعَدَّ لَهُـمْ جَـنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَداً.اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْراً.رَبَّنَا اغْـفِـرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّـذِيْـنَ آمَـنُـوْا.رَبَّـنَااِنَّكَ اَنْتَ رَؤُفٌ رَّحِيْم. يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَـنُـوْا اَطِيْـعُـوْااللّٰـهَ وَاَطِيْـعُوْاالرَّسُوْلَ وَاُوْلِىْ الْاَمْرِ مِنْكُمْ. فَاِنْ تَـنَـازَعْتُـمْ فِـىْ شَـىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِـالـلّٰـهِ وَالْيَـوْمِ الْاٰخِـرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاوِيْلًا. اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِـالْـعَـدْلِ وَالْاِحْسَـانِ وَاِيْتَـاءِ ذِىْ الْـقُـرْبىٰ وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ. يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ. فَاذْكُرُوْنِىْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْالِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ.

☆☆☆

☆☆

☆

خطبۂ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا. مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ. وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَاتِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْرًا كَثِيْرًا. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْراً وَّنِسَاءً. وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامِ. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً. يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً. يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً. يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْباً وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا. اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ وَفِيْ حَدِيْثٍ آخَرَ مَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ اَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نوٹ:۔ خطبہ کے بعد لڑکی کا نام اس کے والد کا نام اور مقدار مہر بیان کر کے قبول کرائے مثلاً یوں کہے کہ مسماۃ زاہدہ پروین عابد حسن کی لڑکی کا نکاح اس کی اجازت سے مہر فاطمی (۱۵۰ تولہ چاندی) کے بدلے ان سب لوگوں کی موجودگی میں آپ کے ساتھ کیا، کیا آپ نے قبول کیا؟ نوشہ جواب میں یہ کہے کہ میں نے قبول کیا اس کے بعد مختصر دعا کرادی جائے۔

فضائلِ نکاح

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ ! اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبَاعَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ وَفِیْ حَدِیْثٍ آخَر فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

محترم حضرات !اسلام میں نکاح کا مقام نفلی عبادت سے افضل ہے ۔اسلام میں نکاح زوجین کے درمیان ایک عقد و پیمان ہے جس کے بعد شوہر کے حقوق بیوی پر اور بیوی کے حقوق شوہر پر لازم ہو جاتے ہیں اسلام نے نکاح میں مہر ضروری قرار دیکر معاشرہ میں عورت کا مقام بلند کیا ہے اس کو عظمت بخشی ہے برخلاف دوسرے مذاہب کے کہ ان کے یہاں کنیا دان ہوتا ہے گویا لڑکی والوں نے اپنی لڑکی لڑکے کیلئے دان اور خیرات کی ہے، اسلام ہی دنیا کا وہ یگانہ مذہب ہے جس نے عورت کو دنیا کی تمام چیزوں میں سب سے بہتر متاع قرار دیا ہے رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلدُّنْیَا کُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ کہ دنیا کی ہر چیز قابل انتفا

ع ہے ان میں سب سے بہتر متاع نیک عورت ہے شریعت مطہرہ نے نیک عورت کے خصال ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جس میں تین وصف ہوں (۱) جب اس کا شوہر اس کی طرف نظر کرے وہ اس کو خوش کردے مثلاً شوہر کو دیکھ کر مسکرا دے (۲) جب وہ کسی جائز امر کا حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے (۳) جب شوہر غائب ہو مثلاً سفر وغیرہ میں ہو تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔ نکاح ہی وہ واحد طریقہ ہے جس کے ذریعہ نسب کا اختلاط نہیں ہوتا نکاح کے بعد انسان فطری طور پر غلط کاری اور بدنظری سے محفوظ رہتا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ کہ اے جوانو! کی جماعت جو شخص تم میں سے نکاح کی مشقت یعنی مہر ونفقہ برداشت کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور جماع پر بھی طاقت رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ نکاح کرے چونکہ نکاح کرنا نظر کو نیچا کر دیتا ہے اور شرمگاہ کو غلط کاری سے محفوظ کر دیتا ہے اور جو آدمی اس کی طاقت نہ رکھے تو وہ اپنے اوپر روزہ کو لازم کرے چونکہ روزہ شہوت کو ختم کرنے والا ہے۔

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیسی عورت سے نکاح کرنا چاہئے تو اس سلسلہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہمارے لئے رہنما ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے یعنی معاشرہ میں عورت کے نکاح کے چار اسباب ہیں

(۱) عورت کے مال کی وجہ سے

(۲) اس کے حسن و جمال کی وجہ سے۔

(۳) اس کے اعلیٰ نسب (خاندان) کی وجہ سے۔

(۴) اس کے دین کی وجہ سے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو دین والی عورت سے نکاح کر کے کامیاب ہو جا اللہ تجھ پر رحم کرے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ تین آدمیوں کی مدد کا ذمہ اللہ نے اپنے اوپر لیا ہے

(۱) وہ مکاتب غلام جو بدل کتابت کے ادا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔

(۲) وہ نکاح کرنے والا جو پاک دامنی کے قصد سے نکاح کرے۔

(۳) وہ شخص جو اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کیلئے اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرے۔

محترم حضرات! قرآن کریم میں بھی متعدد مقامات پر نکاح کا حکم اس کی رغبت اور فضیلت مذکور ہے، حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے فَانْكِحُوا مَاطَابَ لَكُمْ کہ جو عورتیں تمہیں بھلی معلوم ہوں ان سے نکاح کرو خواہ ایک سے خواہ دو سے خواہ تین سے یا چار سے۔ یعنی ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح جائز ہے مگر اس شرط پر کہ ان کے درمیان عدل و انصاف کو قائم رکھے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا گیا کہ اگر تم کو اندیشہ اور خوف ہو کہ ان کے درمیان برابری اور انصاف نہیں کر سکو گے تو صرف ایک وقت میں ایک ہی عورت سے نکاح کرو۔ ایک اور جگہ پر ارشاد ہے وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ کچھ عورتوں کے تذکرہ کے بعد جن سے نکاح جائز نہیں ہے فرمایا گیا کہ ان کے علاوہ باقی عورتیں تمہا

رے لئے حلال ہیں بشرطیکہ تم ان کا مہر ادا کرو شہوت رانی مقصود نہ ہو بلکہ پاک دامنی کا قصد ہو ۔انسان کو فطری طور پر عورت سے محبت ہوتی ہے تو اندیشہ تھا کہ کہیں غلو نہ ہو جائے بیجا محبت انسان کو ہلاکت میں نہ ڈالدے اس لئے ایک جگہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے مَاتَرَكْتُ بَعْدِیْ فِتْنَةً اضرُّعلى الرِّجالِ مِنَ النِّسَاءِ کہ میں نے اپنے بعد مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ مضرت والا فتنہ نہیں چھوڑا یعنی سب سے بڑی آزمائش انسان کی عورت کے ذریعہ ہوتی ہے قرآن کریم میں بھی ایک جگہ ارشاد ہے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ فِتْنَةً کہ اے ایمان والو تمہاری بعض ازواج اور بعض اولاد تمہارے حق میں فتنہ ہوتی ہے بایں طور کہ ان کی بیجا محبت میں حلال وحرام کی تمیز نہ رہے ان کی غیر شرعی خواہشات کو پورا کیا جائے یا یہ کہ اولاد اور بیوی کے حقوق ادانہ کئے جائیں ۔اسلام نے بیوی اور عورت کو پردہ میں رکھنے کی تلقین فرما کر اس کو گھر کی ملکہ اور منتظمہ کا درجہ دیا ہے وہ گھر کی نوکرانی نہیں ہے کہ بازار سے سودا سلف خریدتی پھرے۔ اس کے اخراجات کی تمام تر ذمہ داری شوہر کے اوپر ڈالی گئی ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اس کی ضروریات کا خیال رکھے چنانچہ قرآن کریم نے مردوں کو عورتوں کے اوپر فضیلت بخشتے ہوئے فرمایا اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَافَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کہ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ اس نے مرد کو عورت پر فوقیت عطاء کی آج امت کے اندر لاعلمی یا کم

علمی کے باعث طرح طرح سے بگاڑ ہے اس میں سے ایک زوجین کا اختلاف یا بیوی پر جبر واکراہ بھی ہے جس کے نتیجے میں بہت سے خاندان اور گھرانے تباہ ہو جاتے ہیں اگر زوجین اپنے دائرہ حدود میں رہیں اور اسلامی طرزِ معاشرت اختیار کریں تو یہ صورت حال بدل سکتی ہے ایک بات کی طرف اور خصوصی توجہ چاہوں گا کہ نکاح میں سادگی اور اتباع شریعت کا اہتمام ہونا چاہئے اخراجات کم ہوں ۔رسم ورواج ، دکھلاوااور شہرت سے اجتناب ہو آج اسی کے پیچھے لاکھوں روپے برباد کئے جارہے ہیں بلکہ محسن انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مُؤْنَۃً کہ وہ نکاح نہایت بابرکت ہوتا ہے جس میں مشقت (اخراجات کم ہوں)۔اس لئے ضرورت ہے کہ اپنی حیثیت کے ساتھ ان لوگوں پر بھی نظر رکھنی چاہئے جو آپ کی حیثیت سے کم درجے کے ہیں ہمارے عمل سے کہیں ان کی دل شکنی تو نہیں ہو رہی ہے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو اسلامی طور وطریق پر اپنے بچے بچیوں کی شادی کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین۔وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبۂ اولیٰ

عید الفطر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (۹ بار) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُنْعِمِ الْاَکْبَرِ وَفِیْ اُجُوْرِوَبَثِّ السُّرُوْرِ بِیَوْمِ عِیْدٍ مُّنَوَّرٍ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہُ الْمُلْکُ الْاَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ زَکّٰی نَفْسَہٗ وَطَھَّرَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَمَّا بَعْدُ! فَیَا مَعْشَرَ الْاِخْوَانُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْداً وَھٰذَا عِیْدُ نَا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ فَاشْکُرُوا اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْہِ بِاَدَاءِ صَدَقَۃِ الْفِطْرِ فَاِنَّھَا وَاجِبَۃٌ عَلٰی مَالِکِ نِصَابٍ عَنْ نَفْسِہٖ وَطِفْلِہِ الصَّغِیْرِ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ حِنْطَۃٍ وَصَاعاً مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِیْرٍ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَاسْتُحِبَّ لَکُمْ اِنْ اغْتَسِلُوْا وَاسْتَاکُوْا وَتَطِیَّبُوْا وَالْبِسُوْا اَحْسَنَ ثِیَابِکُمْ

وَكُلُوْا قَبْلَ الصَّلٰوةِ مِنْ تَمرٍ اَوْ شَيْئاً حُلْواً وَاسْعَوْا اِلٰى صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَكَبِّرُوْا فِىْ الطَّرِيْقِ سِرًّا وَاسْتَمِعُوْا بَعْدَهَا خُطْبَتَيْنِ فَتَفُوْزُوْا فِىْ الدَّارَيْنِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوْا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوْا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ . بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِىْ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ.وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ.

☆☆☆

☆☆

☆

تقریر (۱)

احکام وفضائل عید الفطر

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّابَعْدُ!
فَقَدْقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْداً وَهٰذَا عِيْدُنَا۔

مالک دو جہاں کالا کھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمیں رمضان کے روزے اور تراویح پڑھنے کی توفیق دی، دعاء فرمائیں کہ اللہ رب العزت بار بار رمضان کے مہینے سے ہم سب کو مستفیض فرمائے (آمین)

محترم حضرات! دنیا کے اندر جتنی قومیں آباد ہیں ہر ایک کیلئے سال میں کچھ ایسے دن مقرر ہیں جن کو وہ اپنا قومی جشن سمجھ کر عیش وعشرت اور خوشی وشادمانی میں گذارتی ہیں، اسی کی ایک کڑی عید الفطر کا دن ہے جو اسلامی تہواروں میں سب سے پُر مسرت اور دلکش تہوار ہے جسے آج پورے عالم اسلام کے مسلمان خوشی سے منا رہے ہیں ہر شخص خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، آج نئے کپڑے پہنے خوشبو لگائے عیدگاہ کی طرف جا رہا ہے ایک دوسرے کو عید سعید کی مبارکباد پیش کر رہا ہے، اور ہر ایک کے گھر جا کر کچھ کھا پی کر باہمی کدورت ختم کر کے قلبی محبت ومودت کا بھرپور مظاہرہ کر رہا ہے۔

تڑپا رہی تھی دل کو گھڑی انتظار کی
دکھلانے عید آئی ہے صورت بہار کی

واقعہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے خوشیوں اور مسرتوں کے اظہار کیلئے

رمضان المبارک کے پورا ہونے پر ہم سب کو اپنا مہمان خصوصی بنا کر اپنے دربار میں بلایا اور اسی کا نام عید رکھا گیا ہم اس دن میں اپنی خوشیاں مناتے ہیں، اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ایک دوسرے کی خوشیوں میں برابر کے شریک ہوں، اور نماز عید سے پہلے ہی گھر کے سبھی افراد کی طرف سے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا صدقۂ فطر ادا کرے تاکہ غرباء بھی اپنی ضروریات زندگی پوری کر کے عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں، اس لئے اللہ تعالی نے صدقۂ فطر کو واجب قرار دیا ہے، اگر کوئی شخص صدقۂ فطر ادا نہیں کرتا ہے تو اسکا روزہ زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتا ہے، اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ صدقۂ فطر عید کی نماز سے قبل اداء کرے تاکہ فقیر ومحتاج، مسکین کی بھی عید ہو جائے اور وہ بھی سب کے ساتھ خوشی میں شریک ہوکر عید مناسکیں۔

دوستو! آج عید کے مبارک موقع پر خدا پاک کے نزدیک خوشی ہی کیا جو اپنے، بیکسوں، ناداروں اور پڑوسیوں کو بھلا کر بزم مسرت سجائے اس لئے آج کے دن ہمارا سب سے پہلا فریضہ یہ ہے کہ ضرورت مند اور پریشان حال کی حاجت روائی کی جائے، درحقیقت روزہ اور عید ہماری موجودہ اور موت کے بعد آنے والی زندگی کی طرف اشارے کرتے ہیں، روزہ بتاتا ہے فرمابرداروں کے لئے دنیا پابندی کی جگہ اور امتحان کا مقام ہے اور عید اس امتحان کا رزلٹ ہے اور پابندی سے چھٹکارے کا دن ہے۔ جو اس میں کامیاب ہوگا اس کو آخرت میں راحت ہی راحت ملے گی جہاں پھر کبھی کسی طرح کی کوئی پابندی نہ ہوگی۔

دوستو اور بزرگو! عید الفطر ہی وہ دن ہے جس میں اللہ رب العزت نے بہشت کو پیدا فرمایا، طوبیٰ کا درخت اس میں قائم فرمایا آج ہی کے دن حضرت جبرئیلؑ کو پیغام لے جانے کا شرف حاصل ہوا آج ہی کے دن فرعون کے جادوگروں کو نور ہدایت کا شرف حاصل ہوا یہی وہ دن ہے جس میں خدا کی طرف سے روزہ داروں کو پیغام سنایا جاتا ہے کہ اے روزہ دارو! اپنے اس پروردگار کی عبادت کے لئے چلو جو تمہاری عبادت قبول کرتا ہے اور اس کا ثواب بہت دیتا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

الغرض یہ دن روزہ رکھنے والوں کے لئے مسلسل مجاہدہ اور نفس کشی کے بعد انعام کے طور پر اپنے دامن میں ہزاروں خوشیوں اور مسرتوں کا پیغام لے کر آتا ہے اور بندہ اس عظیم انعام کے شکریہ میں اپنی زبان حال سے کہتا ہے اے دونوں جہاں کے مالک تو نے ہماری ہدایت کے لئے رمضان میں قرآن نازل کیا جس کی بدلت ہمیں کامیابی ملی اور رمضان کے روزے فرض قرار دیکر ہمارے اندر کی غلاظت اور ناپاکی دور کی اپنی محبت اور اپنے بندے کی ہمدردی اور غم خواری کی صفت پیدا کی آج ہم اس فرض کی ادئیگی پر عید الفطر کی نماز پڑھ کر تیری بڑائی اور شکریہ ادا کرتے ہیں۔

عید حقیقتاً دونوں جہاں کے پالنہار کا ایک انعام ہے اس کی مسرت اور سچی خوشی اسی کو حاصل ہوتی ہے جنہوں نے ماہ رمضان کا پورا پورا حق ادا کیا ہو اور پروردگار کے حکم کے مطابق زندگی گذاری ہو جیسا کہ پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ''غنیۃ الطالبین'' میں لکھا ہے کہ عید ان کی نہیں جنہوں

نے عمدہ لباس سے اپنے آپ کو آراستہ کیا بلکہ عید تو ان کی ہے جو خدا کی وعید اور پکڑ سے ڈر گئے، عید ان کی نہیں جنہوں نے بہت سی خوشیاں منائیں، بلکہ عید تو ان کی ہے جنہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اس پر قائم رہے۔

محترم سامعین! عید مسرتوں اور خوشیوں کا دن ضرور ہے مگر ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ماہ مقدس کا احترام کیا ہو لیکن جن لوگوں نے رمضان بھر خواہشات نفس کے مطابق من مانی زندگی بسر کی، اور واہیات اور بے ہودگی میں اوقات کو بسر کیا اور دیگر امور خیر سے غافل رہے ان کے لئے آج کا دن تازیانۂ عبرت اور بے انتہا شرم وندامت کا دن ہے، کیونکہ اس نے اپنے پروردگار کے حکم کو نہیں مانا حیوان جیسی زندگی گذاری اور مبارک مہینہ کی بے عزتی کی اور اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا آج ایسے آدمی ضرور عمدہ لباس اور پوشاک زیب تن کئے ہونگے، مگر اندر سے انکے دل نادم اور شرمندہ ہونگے کہ ہم نے خدا کی نافرمانی کی، آج محلّہ کے لوگ خاندان کے افراد حسرت بھری نگاہوں سے دیکھیں گے۔ خدا کی ناراضگی اور پھٹکار، حضور ﷺ کی بددعا ان پر پڑی ہوگی، فرشتے لعنت کررہے ہونگے، یہ سب رسوائی کیوں اٹھانی پڑرہی ہے محض اس وجہ سے کہ وہ ماہ مقدس کے انوار وتجلیات سے محروم رہے، انہوں نے اس کی عظمت وتقدس کو سمجھا ہی نہیں، انہوں نے رمضان المبارک کے روزوں کو ضروری نہیں جانا، کتنی ہی بار رحمت الٰہی کی گھٹاٹوپ رحمتیں آئیں لیکن خدا کی رحمتوں اور سعادت مندیوں سے پیچھے رہے، پورا رمضان المبارک گذر گیا لیکن اپنے اندر کچھ فرق محسوس نہیں کیا۔

آقائے مدنی جناب محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی اَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا، اُغْدُوْا یَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ الخ ''یعنی جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے تمام راستوں کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور آواز دیتے ہیں کہ اے مسلمانوں رب کریم کے دروازے پر آؤ وہ تمہارے لئے بھلائی اور خیر کے خزانے لئے ہوئے ہے، اور بہت سا اجر عطا فرمائیگا، تمہیں اللہ کی طرف سے تراویح پڑھنے کا پابند کیا گیا تم نے تراویح پڑھی، تمہیں اللہ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا تم نے روزے رکھ کر اپنے پروردگار کی اطاعت گذاری کی، اب چلو انعام لے لو، لیکن آج اسکے حقدار وہی ہونگے جنہوں نے رمضان المبارک کی قدر کی ہوگی نہ کہ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے دن بھر چھرّوں اور ساری رات خواب غفلت میں گذاری ہو، حضرت وہب بن منبہ کو عید کے دن روتے دیکھ کر کسی نے کہا ''ھٰذَا یَوْمُ الزِّیْنَۃِ وَالسُّرُوْدِ '' یہ تو خوشی اور زینت کا دن ہے، حضرت وہبؒ نے فرمایا بے شک یہ خوشی کا دن ہے

لیکن اس کیلئے جس کے روزے قبول ہو گئے ہوں، لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ محض رسمی طور پر عید مناتے ہیں، مسلمان اپنے تہواروں کی غرض وغایت کو سمجھتے ہی نہیں، منکرات کا ارتکاب کرتے ہیں اور فضول خرچی کا مظاہرہ کرنے میں پیش پیش نظر آتے ہیں، آرائش وزیبائش پر مرمٹتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، اور تھیٹر اور سنیما بینی کے ذریعہ اپنی دولت ضائع کرتے ہیں، بتلائیے کہ یہ کون سے اسلام نے بتلایا ہے، رمضان کا روزہ تو اسلئے آیا تھا کہ

ہم سب راہ ہدایت پر آ جائیں، صراط مستقیم پر چلنے لگیں تو جہنم سے نجات مل جائے اور جنت میں جانے کا ذریعہ بن جائے۔

محترم سامعین! وہ کون مسلمان ہوگا جو جنت میں جانے کی تمنا نہ رکھتا ہو جس کے دل میں جذبہ اور خواہش نہ ہو کہ جنت کی ابدی اور سرمدی نعمتوں سے لطف اندوز ہو، جنت ہر مسلمان کا مرکز نگاہ اور مرکز توجہ ہے، جنت ہر مسلمان کی آخری خواہش ہے، آخر جنت میں وہ کیا چیز ہے کہ ہر مسلمان اسے حاصل کرنے کیلئے بے چین و بے تاب ہے۔ درحقیقت جنت کا حصول اللہ رب العزت کی ابدی رضا حاصل ہو جاتا ہے۔

اللہ رب العزت اپنے جنتی بندوں سے ارشاد فرمائیں گے کہ میں نے تم کو جن جن نعمتوں سے نوازا ہے خوش ہو راضی ہو، جنتی بندے جواب دیں گے۔ اے ہمارے رب آپ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں اتنا سب کچھ عطا کیا جو دنیا میں بڑے بڑے شہنشاہ کو بھی نصیب نہیں، تو پھر ہم راضی کیوں نہ ہوں، اس کے بعد اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ کیا میں ان سے بھی اولیٰ اور افضل چیز نہ دوں، وہ بندے عرض کریں گے کہ ہمارے رب وہ کون سی ایسی نعمت ہے جو جنت کی ان تمام نعمتوں سے افضل ہے، ارشاد ہوگا میں تم کو اپنی دائمی رضا اور خوشنودی کا تحفہ دیتا ہوں جس کے بعد اب تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

اللہ اکبر اس سے بڑھ کر اور کونسی نعمتِ عظمیٰ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دائمی ابدی رضا حاصل ہو اس رضا کو حاصل کرنے کے لئے تو سب کچھ قربان کیا جا سکتا ہے مگر بد قسمتی دیکھئے کہ ہم عید الفطر جیسے مبارک دن میں بھی منکرات کا ارتکاب کرتے ہیں، جب کہ آج خداوند قدوس کی جانب سے

مغفرت کا پروانہ دیا جاتا ہے حدیث کے اندر آتا ہے کہ بندہ جب آخری عشرہ میں قیاماً وقعوداً اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتے ہیں اور اس کے لئے جنت کے تمام دروزے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اللہ رب العزت فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اے فرشتوں! میرے بندوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا پھر باآواز بلند دعا کے ساتھ عیدگاہ کی جانب نکلے میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم، میری بخشش کی قسم، میرے علوِّشان کی قسم میں ان لوگوں کی دعا ضرور قبول کروں گا، پھر ان لوگوں کو خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے، اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدلدیا گیا۔ چنانچہ یہ لوگ عیدگاہ سے ایسی حالت میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔ (رواہ البیهقی فی شعب الایمان)

تو مجھے نواز دے تو یہ تیرا کرم ہے ورنہ
تیری رحمتوں کا بدلہ میری بندگی نہیں ہے

حضرات! وقت زیادہ ہو چکا ہے، ابھی ہمیں دو رکعت عید الفطر کی نماز اداء کرنی ہے۔ اب میں آج کے دن سے متعلق کچھ احکام بتا کر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

حضرت جابرؓ ارشاد فرماتے ہیں ’’کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدٍ خَالَفَ الطَّرِیْقَ‘‘ (بخاری) رسول اللہ ﷺ عید کے دن راستہ بدلدیتے تھے۔ اس طرح ہمارے لئے بھی یہ مسنون ہے کہ عید گاہ جاتے وقت جو راستہ اختیار کیا جائے، آتے وقت اس سے مختلف راستہ اختیار کیا جائے، اسی طرح عید کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، نئے یا

صاف ستھرے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا اور نماز کے لئے جانے سے پہلے کچھ کھانا مسنون ہے۔

اور آیئے اب ہم دو رکعت نماز عید الفطر ادا کریں، اپنے رب کے حضور میں روئیں، گڑگڑائیں اور اسی سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگیں اور زندگی کے ایک ایک لمحے کی قدر کی توفیق چاہیں۔

نماز عید کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے آپ نماز عید الفطر واجب مع چھ زائد تکبیروں کے امام کے پیچھے پڑھنے کی نیت کریں۔ پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھیں، پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اٹھائیں، دو مرتبہ ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری مرتبہ باندھ لیں، پھر امام اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھنے کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھ کر اور کوئی سورت ملائے اور مقتدی چپ رہیں، پھر رکوع سجدہ کر کے کھڑے ہو جائیں۔ پھر امام کی قرأۃ سننے کے بعد تین تکبیر زائد کہیں، اور ہر مرتبہ ہاتھ کانوں تک اٹھا کر نیچے چھوڑ دیں اور پھر بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں۔ اور بقیہ نماز قاعدہ کے مطابق پوری کریں، پھر امام کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے اور تمام لوگ خاموش بیٹھ کر سنیں، اگر خطبہ سنائی نہ دے تب بھی متوجہ رہیں۔ دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ شانہ ہمارے روزوں کو قبول فرمائے۔ اور اپنے انعامات سے نوازے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

خطبۂ اولیٰ

عید الاضحیٰ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (۹ بار) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْکَعْبَۃَ الْحَرَامَ قِیَامًا لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا. اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَجَعَلَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلنَّجَاۃِ عَوْنًا. اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا عَدْلًا. اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَصْلاً اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ الَّذِیْنَ نَالُوْا بِصُحْبَتِہٖ فَضْلاً اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَمَّا بَعْدُ! فَیَا مَعْشَرَ الْاِخْوَانِ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وَاسْتَغْفِرُوْہُ مِنْ کُلِّ عِصْیَانٍ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَبَادِرُوْا فِیْ اَدَاءِ مَّا وَجَبَ عَلَیْکُمْ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ مِنْ صَلٰوۃِ الْعِیْدِ ثُمَّ تَضْحِیَۃ

الْحَيْوَانِ وَهِیَ وَاجِبَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ مُکَلَّفٍ مَالِکٍ نِصَابٍ مِنْ
الشَّاةِ وَالْاِبِلِ وَالْبَقَرِ الَّذِیْ مَضٰی عَلَیْهِ الْحَوْلَانِ وَلَا تُجْزِئُ
الْعَجْفَاءُ وَلَا الْعَرْجَاءُ وَغَیْرُهُمَا مِمَّا فِیْهِ عَیْبٌ اَوْ نُقْصَانٌ اَللّٰهُ
اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
وَقَدْ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ
الْاَضَاحِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ قَالُوْا فَمَالَنَا فِیْهَا
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَمَا الصُّوْفُ فِیْهَا یَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِکُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ وَقَالَ عَلَیْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ وَجَدَ سَعَةً لِاَنْ یُضَحِّیْ فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا
یَحْضُرُ مُصَلَّانَا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ
لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاءُ هَا وَلٰکِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ کَذٰلِکَ سَخَّرَهَا
لَکُمْ لِتُکَبِّرُوْا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰکُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ . بَارَکَ اللّٰهُ
لَنَا وَلَکُمْ فِیْ الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ. وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْآیَاتِ وَالذِّکْرِ
الْحَکِیْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ.

☆☆☆

☆☆

☆

احکام وفضائل عید الاضحیٰ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ يَا اَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ.

معزز حاضرین مجلس! یہ ذی الحجہ کا مہینہ ہے، اس میں جہاں اور بہت سے تاریخی واقعات نظر آتے ہیں وہیں پر حضرت ابراہیمؑ اوران کے لخت جگر اسماعیلؑ کی قربانی کا تاریخ ساز واقعہ اپنی مثال آپ ہے۔ دونوں باپ بیٹے کی یہ فقید المثال قربانی عظمت وعزیمت کا ایک ایسا نادراور محیر العقول واقعہ ہے جس سے انسانی عقل حیرت زدہ ہوکر رہ جاتی ہے، جب بھی یہ مبارک مہینہ آتا ہے پوراعالم اسلام حضرت ابراہیمؑ اورحضرت اسماعیلؑ کی اس یادگار قربانی کے واقعہ سے اپنے ایمان ویقین کی دنیا کو آباد کرتا ہے اس پر جگہ جگہ تقریریں ہوتی ہیں، مضامین آتے ہیں، کانفرنسیں ہوتی ہیں، اسلئے آج میں بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ خلیل اللہ ابراہیمؑ اور ذبیح اللہ اسماعیلؑ کی حیات طیبہ اور قربانی جیسے اہم موضوع پر کچھ روشنی ڈالوں۔

محترم سامعین! یہ قربانی جس کو دنیا کے تمام مسلمان ہر سال اس مہینہ کی

دسویں، گیارہویں، بارہویں تاریخ کو کرتے ہیں، ایک بہت بڑے واقعہ کی یادگار ہے، واقعہ بھی دنیا کی تاریخ کا سب سے بے نظیر اور سبق آموز ہے، جس یادگار کی ابتداء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل ذبیح اللہؑ سے ہوتی ہے۔ جس میں ایک غیبی خواب کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیارے نورِ نظر کو راہ خدا میں قربان کرنے کیلئے لے گئے تھے۔

دنیاوی دستور کی طرح دینی اصول بھی ہے کہ جو جس قدر نزدیک ہوتا ہے اتنا ہی اسکا امتحان بھی لیا جاتا ہے پھر خدا کا دستور ہے کہ جو اس کا مقرب اور محبوب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا معاملہ اسکے ساتھ وہ نہیں ہوتا جو عام انسانوں کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ اسے آزمائش اور امتحان کی سخت سے سخت منزلوں سے گذرنا پڑتا ہے، قدم قدم پر جانثاری اور تسلیم و رضا کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہم گروہ انبیاء اپنے اپنے مراتب کے اعتبار سے امتحان کی صعوبتوں اور آزمائشوں میں ڈالے جاتے ہیں، قربانی عید الاضحیٰ بھی ایک عاشق حقیقی اور خدا کی نزدیکی کی آزمائش میں پورے اترنے اور دعویٔ عاشقی میں کامل ہونے کی ایک باپ بیٹے کی داستان ہے جس کو دنیا حضرت ابراہیمؑ اور بیٹے اسماعیلؑ کے نام سے جانتی ہے اب سے تقریباً پانچ ہزار سال پہلے اسی زمین پر دو بڑے شہر آباد تھے جو اس وقت دنیا کی سب سے زیادہ متمدن اور تہذیب یافتہ قوم کی سکونت گاہ تھے، تاریخ اسے نینوا اور شہر بابل کے نام سے جانتی ہے، یہاں عیش و عشرت لذت

وراحت اوراعلیٰ تمدن کے تمام لوازمات کی بہتات تھی، مگر ساری آبادی خدا کی منکر اور مظاہر قدرت کی پرستار تھی، اس وقت کا بادشاہ ''نمرود'' تھا جو صرف بادشاہ یا حکمراہ ہی نہیں بلکہ خدائی کا دعوی دار تھا، جس کی عبادت ہر شخص پر ضروری تھی، اس ماحول میں خدانے اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیمؑ کو پیدا کیا تاکہ گمراہوں کوراہ راست پر لائیں اور گناہوں کی دلدل میں پھنسے لوگوں کو صحیح راستہ دکھائیں، چنانچہ حضرت ابراہیمؑ ابھی آغوش مادر ہی میں تھے کہ خدا کی تلاش میں لگ گئے اور بچپن ہی سے احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے تیار ہو گئے بالآخر وہ وقت بھی آیا کہ اپنے ایمان افروز وعظ سے کفر کی عمارت متزلزل کردی جس کی شہادت قرآن نے دی ہے

''اِذْقَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاهٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ''

قربان جاؤں ابراہیمؑ کی جرأت ودلیری پر کہ سب سے پہلے اپنا مخاطب اپنی قوم اور والد کو بنایا تاکہ حق نبوت اداء ہو جائے، ان کے امتحان کے کتنے قصے سناؤں، ان کی بے شمار داستانیں بطن تاریخ نے سمو رکھی ہیں۔

تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ پل کر جوان ہوئے تو سب سے پہلے اس وقت کی بڑی طاقت نمرود سے واسطہ پڑا، نمرود نے ہزار کوششیں کیں کہ ابراہیم بھی اوروں کی طرح مجھے خدا کہیں، مگر حضرت ابراہیمؑ نے نمرود کی باطل خدائی کو نہ صرف یہ کہ تسلیم کرنے سے انکار کیا بلکہ آج کی زبان میں اس کے خلاف علم بغاوت بھی بلند کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے نمرود سے کہا کہ اگر تمہارا دعوی خدائی درست ہے تو میرا خدا وہ ہے جو

ہر روز سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تو تم سورج مغرب کی طرف سے نکال کر دکھاؤ، یہ وہ وقت تھا جب بڑے بڑے سورما نمرود کی باطل خدائی کے سامنے سرنگوں ہو کر اس کی خدائی پر مہر تصدیق ثبت کر چکے تھے، ایسے وقت میں حضرت ابراہیمؑ نے حق کی آواز بلند کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی جس کے نتیجہ میں مادّی طاقت کے نشہ میں چور نمرود نے آپ کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈالنے کا حکم دیدیا۔ لیکن آپ کے چہرہ پر کوئی شکن نہ آیا، آپ نے حق کی خاطر شعلوں میں کودنا پسند کیا لیکن باطل کے سامنے سر نہ جھکایا۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

خدا ہر حال میں اپنے پرستار اور سچے عاشق کی حفاظت کرتا ہے، چنانچہ دہکتی آگ آپ کو کوئی نقصان نہ پہونچا سکی اور قدرت نے آگ کو گلزار بنا دیا

دوستو اور بزرگو! اسی پر اس سچے عاشق کی قربانیوں اور آزمائشوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا بلکہ جب بڑھاپے کی عمر پہونچی اور چھیاسی سال کے ہو گئے اسوقت آپ کے کوئی اولاد نہ تھی، ان حالات میں ایک عام انسان بھی اولاد سے مایوس ہو جاتا ہے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل اور چہیتے پیغمبر ہیں، رحمت الٰہی سے مایوس ہونا ان کی شایان شان نہ تھی چنانچہ آپ نے اللہ کے حضور میں دعاء کیلئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا "رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ" اے پروردگار عالم مجھے نیک صالح اولاد عطاء فرما، اللہ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور آپ کی اہلیہ حضرت ہاجرہ کے بطن سے

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوئی......... بڑی آرزوں تمناؤں اور دعاؤں کے بعد تو اللہ نے ایک خوبصورت اور عمدہ سیرت کا بچہ عطا فرمایا جن کی عمر ابھی تقریباً نو (۹) سال کی ہوئی تھی، وہ ابھی سنِ شعور کو بھی نہیں پہونچا تھا کہ اچانک پھر امتحان کی ایک منزل آئی، عشق ومحبت کی آزمائش ایسی آزمائش کہ جس کا نظارہ چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

الغرض حضرت ابراہیمؑ نے ایک خواب دیکھا کہ میں اپنے چہیتے بیٹے اسماعیلؑ کو اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں، آپ نے یہی خواب مسلسل تین روز تک دیکھا، چونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں، اس لئے آپ نے اس کو منشاء الٰہی سمجھتے ہوئے اپنے لائق سعادت مند، ہونہار فرزندار جمند کو بلا کر پوچھا ''يَابُنَيَّ اِنِّي اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّي اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ'' بیٹا میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ جیسے میں تجھے اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں، بیٹا بتا تیری کیا رائے ہے، سعادت مند بیٹا باپ کے اس اشارہ کو فوراً سمجھ گیا اور بولا ابا جان آپ کو جس چیز کا حکم ملا ہے اسے پورا کیجئے آپ مجھے ان شاء اللہ صابر پائیں گے۔ اللہ اللہ اس ننھے اسماعیل کا یہ حوصلہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ذبح پر آمادگی کا اظہار کر دیتا ہے باپ رائے بھی طلب نہیں کر پاتا ہے کہ بیٹا عمل کو تیار ہو جاتا ہے باپ کی اطاعت گذاری کا یہ جذبہ آداب فرزندی کا یہ پاس ولحاظ اس کے سینہ میں کہاں سے آیا، بجز اس کے کیا کہا جا سکتا ہے وہ ابراہیمؑ کی تربیت اور فیضان نظر کا اثر تھا

بقول علامہ اقبالؒ

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

حکم ربانی کے مطابق حضرت ابراہیمؑ اپنے لخت جگر اور نور چشم کو ساتھ لیکر مکہ سے مشرق کی جانب منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے، انسانیت کے ازلی دشمن شیطان لعین کو حضرت ابراھیم کی یہ ادا پسند نہ آئی، وہ فوراً تعاقب میں نکل پڑا، یہ جانتے ہوئے کہ مقابلے پر اللہ کے خلیل جیسے کوہ استقامت ہیں مگر اپنی تدبیروں سے باز نہ آیا، اوّل حضرت اسماعیلؑ کی والدہ کے پاس ایک مہربان ہمدرد کی شکل میں آیا اور پوچھا اسماعیلؑ کہاں گئے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اپنے والد کے ساتھ جنگل سے لکڑیاں چننے گئے ہیں، شیطان نے کہا یہ بات نہیں ہے تم غفلت میں ہو، اسماعیل کے باپ ان کو ذبح کرنیکے لئے لے گئے ہیں، حضرت ہاجرہ بولیں کہیں باپ بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ شیطان نے کہا ہاں، ایسا ہی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے اللہ نے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے یہ سن کر اکلوتے بیٹے کی ماں نے بھی وہی جواب دیا جو خلیل اللہ کے گھرانے کے شایان شان تھا کہ اگر واقعہ یہی ہے تو پھر ان کو اللہ کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے، شیطان کا جب یہ حربہ کامیاب نہ ہوا اب باپ اور بیٹے کے تعاقب میں لگ گیا جو شہر مکہ سے منیٰ کی طرف جا رہے تھے۔

اوّلاً ایک دوست کی شکل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو روکنا چاہا، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ شیطان مجھے ناصح بن کر عشق کے

امتحان سے روکنا چاہتا ہے مگر آپ نے فوراً اس کے وار کو اس طرح روکا کہ سات کنکریاں ماری ہر کنکری پر آپ تکبیر پڑھتے تھے آج اسی کا نام جمرۂ عقبہٗ اولیٰ ہے۔ جہاں پر حاجی اس سنت ابراھیمی کو کنکریاں مار کر زندہ کرتے ہیں ۔آپ پھر آگے روانہ ہوئے مگر شیطان نے ہمت کر کے وہی تقریر کی، انہوں نے اللہ کے فضل وکرم سے پھر شیطان کو مار بھگایا، لیکن یہ بھی شیطان تھا بھلا اپنے ارادے سے کس طرح باز آسکتا تھا، اسلئے اس نے پھر ہمت کر کے تیسری مرتبہ راستہ روکنا چاہا مگر سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام نے اس زور سے کنکریاں ماریں کہ شیطان کی تمام کی تمام تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں، غرض اسطرح شیطان کی چالوں سے بچتے بچاتے میدان، میں قربانی کی جگہ پہونچ کر اللہ کے حکم کی بجا آوری شروع فرمادی جس کا نقشہ قرآن نے یوں کھینچا ہے،، فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ وَنَادَیْنَاهُ اَنْ یَّا اِبْرَاهِیْمَ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا کَذَالِکَ نَجْزِ الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰؤُ الْمُبِیْنُ ۔بس ان دونوں نے رضا و تسلیم کو اختیار کرلیا اور پیشانی کے بل اس بیٹے کو پچھاڑ دیا، ہم نے اس کو آواز دی کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ بیشک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں بلاشبہ یہ کھلی ہوئی آزمائش ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے چھری اٹھائی اور ذبح کا ارادہ فرمایا تو آواز آئی ,,قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا ،، یعنی اللہ کی رحمت جوش میں آگئی اور چھری کو حکم ہوا خبردار، اسماعیلؑ کا ایک بال بھی

نہ کٹنے پائے، خدا کی قدرت چھری کے عمل میں حائل ہوگئی۔

محترم حضرات! مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ آگ بیشک جلاتی ہے مگر اللہ کے حکم کے بغیر نہیں جلاسکتی، پانی میں غرق کرنے کی طاقت ہے مگر اللہ کے حکم کے بغیر پانی غرق نہیں کرسکتا، دوا سے مرض دور ہوتا ہے مگر دوا اللہ کے حکم کے بغیر مرض دور نہیں کرسکتی حتیٰ کے ایک پتہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہل سکتا ہے۔ اسی طرح چھری کا کام کاٹنے کا ہے مگر وہ اللہ کے حکم کے بغیر نہیں کاٹ سکتی۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر چھری کو کاٹنے کا حکم نہ تھا اسلئے حضرت اسماعیل ذبح نہ ہوسکے چونکہ اللہ رب العزت کو بیٹے کا ذبح کرنا مقصود نہ تھا بلکہ حضرت ابراھیمؑ کی خواہش کی قربانی مقصود تھی چونکہ بیٹا بڑی تمناؤں اور خواہش کے بعد پیدا ہوا تھا، اتنے میں ایک غیبی آواز نے کایا پلٹ دی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی اے ابراہیم تو نے خواب سچ کردکھایا، ہمیں اسماعیل کا گلا کٹوانا مقصود نہیں تھا بلکہ صرف امتحان لینا مقصود تھا، آپ اپنے امتحان میں پورے اترے بلکہ باپ بیٹا دونوں ہی اس امتحان میں کامیاب ہوگئے اور تعمیل حکم کی اس خوشخبری کے ساتھ ہی اللہ نے ایک عمدہ اور فربہ دنبہ حضرت اسماعیلؑ کی جگہ پر قربانی کیلئے نازل فرمایا، جیسا کہ قرآن میں ہے۔ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ اور ہم نے ابراہیم کا فدیہ ایک عظیم قربانی بنادی، اور ہم نے یہ

طریقہ تمام آنے والے مسلمانوں پر فرض کردیا۔

حضرات! آج کے دن اس واقعہ کی یادگار منائی جاتی ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اس عمل کو اللہ نے ایسا پسند کیا فرمایا کہ قیامت تک آپ کی یاد کو امت میں زندہ رکھنے کا حکم دے دیا اور اس کی نقل کرنے کو محبوب عبادت قرار دے کر بندوں پر لازم کردیا، قربانی تمام امت کے مالداروں کے لئے واجب اور ضروری ہے۔

چنانچہ ابتدائے اسلام سے آج تک پوری امت محمدیہ ہر خطے میں ہر ملک میں اس واجب کی تکمیل کرتی رہی ہے، اور یہی نہیں کہ یہ اسلامی واجبات میں سے ایک واجب ہے بلکہ قربانی کو اسلام کے شعائر میں داخل کیا گیا ہے خود قرآن پاک میں ارشاد ہے وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے اللہ کی یادگار بنایا ہے۔ تمہارے لئے اس میں بہتری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول پاک ﷺ نے کبھی قربانی نہیں چھوڑی۔

حدیث شریف میں آیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔ حقیقت میں قربانی کا مقصد گوشت کھانا نہیں اور کھلانا نہیں ہے بلکہ شریعت کا ایک حکم ہے جس کی اطاعت اور تعمیل کی جاتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار کو تازہ کرنے اور ایثار و قربانی کا

جذبہ پیدا کرنے کے لئے کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔
لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاءُ هَا وَلٰکِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ یعنی اللہ کے یہاں ان قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہونچتے ہاں تمہارا جذبہ اطاعت پہونچتا ہے، یعنی قربانی کا گوشت اصل مقصد نہیں ہے بلکہ قربانی کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہمارے جذبہ اطاعت کو دیکھا جاتا ہے کہ ہم لوگوں میں کتنا ذوق وشوق پایا جاتا ہے اور کس قدر اخلاص ہم میں موجود ہے۔

احادیث میں قربانی کا بہت اجر وثواب بتایا گیا ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے ایام میں اللہ کے نزدیک قربانی سے زیادہ کوئی عمل پسندیدہ نہیں ہے قیامت کے دن قربانی کے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے بدلہ میں ثواب ملے گا، اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کے یہاں مقبول ہوجاتا ہے، لہٰذا تم لوگ قربانی خوش دلی کے ساتھ کیا کرو۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا۔ یارسول اللہ یہ قربانی کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ انکی سنت ہے تو ہمکو اس میں کیا ثواب ملے گا، آپؐ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی، صحابہ کرام کو بہت تعجب ہوا کہ بعض جانور کے جسم پر بال ہوتے ہیں اور بعض جانور کے جسم پر اون ہوتی ہے تو کیا اون کے بدلے بھی ایک

نیکی ملے گی آپ ﷺ نے فرمایا، جی ہاں، ہر اُدن کے عوض میں ایک نیکی ملے گی۔ جس طرح ہم بالوں کو نہیں گن سکتے اسی طرح قربانی کی نیکیاں بھی اس کثرت سے دیجائینگی کہ ہم شمار نہیں کر سکتے یعنی بے شمار اور ان گنت نیکیاں ملیں گی۔

معزز حضرات! جہاں قربانی کرنے کے بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں وہیں پر قربانی نہ کرنے پر ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا گیا ہے اگر کوئی شخص وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے تو حضور ﷺ اس طور پر ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں مَنْ لَّمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا جو شخص گنجائش کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے، ایک دوسری جگہ قربانی کی تاکید کو اس طرح بیان کیا گیا ہے ضَحُّوا فَاِنَّهَا سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ’’قربانی کرو اس لئے کہ وہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے۔

ان احادیث کے باوجود کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اس زمانہ میں جہاں نماز، روزے اور دیگر عبادات میں لوگ غفلت برتتے ہیں وہیں لاکھوں انسان ایسے بھی ہیں کہ جن کے ذمے شرعاً قربانی لازم اور واجب ہے پھر بھی قربانی نہیں کرتے، اور ابتداء اسلام میں قربانی کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک آدمی سو، سو اونٹ کی قربانی کرتا تھا۔ خود حضور پاک ﷺ نے ایک مرتبہ سو اونٹوں کی قربانی کی جس میں تریسٹھ اونٹوں کو خود اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا، یہ مثالیں ہمیں اُبھارتی ہیں کہ ہم بھی ان دنوں میں اخلاص عمل کے

ساتھ زیادہ سے زیادہ قربانیاں کریں۔ اور اللہ کے حضور میں سرخرو بنیں، اسی کے ساتھ اس یادگار کے پس منظر میں دو باپ بیٹوں کی جو داستان ہے وہ ہمیں اس بات کا سبق دیتی ہے کہ ایک مسلمان کے جان و مال کے تصرف کا حق اللہ کو ہے، وہ جب طلب کرے اسے خوشی خوشی سپرد کر دینا چاہئے، یہ قربانی خواہشات کی بھی ہوسکتی ہے، یہ قربانی مال کی بھی ہوسکتی ہے، یہ قربانی جان کی بھی ہوسکتی ہے، ہم یہ قومی عید مناتے ہوئے ہنسی خوشی یہ عہد کرتے ہیں کہ یاالٰہ العالمین! ہمارا سب کچھ تیرا ہے ہم اپنے دو مثالی باپ بیٹوں کے پیروکار ہیں، تو ہم سے جب بھی جس چیز کی قربانی طلب کریگا ہم لبیک لبیک کہتے ہوئے اطاعت کے لئے سر تسلیم خم کر دیں گے، آج ہمیں اسی عہد کو دوہرانا ہے، اسی جذبہ کو از سر نو بیدار کرنا ہے

آج بھی ہو جو ابراہیمؑ سا ایمان پیدا
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

دعاء کیجئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں جانوروں کی قربانی کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ کی طرح اپنی خواہشات بھی قربان کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مظاہری کی

اہم مطبوعات

(۱) ذخیرۃ المسائل ترجمہ نفع المفتی والسائل۔

(۲) قرآنی اعجاز، مختصر تفسیر قرآن۔

(۳) مبارک راتیں۔

(۴) عورت پر اسلام کے احکامات۔

(۵) تحفۃ المہداۃ شرح مشکوٰۃ۔

(۶) تعلیم القرآن جلد نمبر (۱) اوامر کرنے کے کام۔

(۷) تعلیم القرآن جلد نمبر (۲) نواہی سے بچنے کی چیزیں۔

(۸) تعلیم القرآن جلد نمبر (۳) منکرین کی کہانی قرآن کی زبانی۔

(۹) تعلیم القرآن جلد نمبر (۴) قرآنی خطبات۔

(۱۰) تعلیم القرآن جلد نمبر (۵) قرآنی احکام ومسائل۔

(۱۱) دلچسپ مکالمے (مکالموں کا حسین ذخیرہ)

زکوٰۃ سے متعلق ضروری معلومات

(۱) زکوٰۃ ایک اسلامی فریضہ ہے، ان لوگوں پر فرض ہے جن کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس وزن کے زیورات یا ان میں سے کسی ایک کی مالیت کے بقدر مال تجارت ہو اور اس پر سال گزر گیا ہو نیز اس کے ذمہ اتنا قرض نہ ہو۔

(۲) جو رقم شیرز یا یونٹ وغیرہ میں لگی ہوئی ہے، اس پر بھی زکوٰۃ ضروری ہے۔

(۳) جب مال پر سال گذر جائے تو زکوۃ دے دینی چاہئے، رمضان کا انتظار کرنا ضروری نہیں۔

(۴) ضرورت کے وقت مال کی زکوۃ سال پورا ہونے سے پہلے بھی دی جاسکتی ہے۔

(۵) بہتر ہے کہ مستحق کو تلاش کر کے اس تک زکوۃ کی رقم پہنچائی جائے۔

(۶) اگر کوئی غریب مستحق زکوٰۃ یا کسی مدرسہ کا نمائندہ زکوۃ کی رقم لینے کیلئے آئے۔ تو اس کو حقیر نہ سمجھا جائے، موقع ہو تو اس کو دیدیا جائے ورنہ معذرت کردی جائے۔

(۷) جن حضرات کا معمول زکوۃ دینے کا ہے وہ اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ کسی مخصوص تاریخ یا دن میں سب کو اپنے یہاں نہ بلائیں کہ اس میں شہرت اور دکھلاوا پایا جاتا ہے اور آنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

(۸) اگر کسی کا معمول رمضان میں ہی زکوۃ دینے کا ہے تو زکوۃ کا حساب رمضان سے پہلے لگا کر اول رمضان ہی سے دینا شروع کر دینا چاہئے۔

(۹) ہمارے زمانہ میں زکوۃ کا بہتر مصرف مدارس دینیہ کے طلبہ ہیں ان پر خرچ کرنے میں فقراء کی غمگساری اور دین کی حفاظت واشاعت دونوں فائدے ہیں۔

(۱۰) اگر ایسا کوئی رشتہ دار جس کو زکوٰۃ دینا درست ہے غریب ہو تو اس کو بلا مانگے زکوٰۃ دینی چاہئے، چونکہ مانگنے میں اس کی ذلت ہے۔

(۱۱) زکوۃ وصول کرنیوالوں کو بار بار بلانا ایک طرح سے تکلیف پہنچانا ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔

(۱۲) زکوٰۃ نکالنے کیلئے صرف رمضان کے مہینے کو خاص کر لینا بھی مناسب نہیں ہے، کیونکہ اس سے محصلین زکوٰۃ کو عبادات اور ذکر و تلاوت میں دشواری ہوتی ہے۔